گے اور اس کو اتنے پیار سے نہیں چھپوائیں گے جس سے میں چھپوانا چاہتی تھی۔''

ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھے جہان نے مٹھی بند کر کے انگوٹھا بلند کیا.... مگر وہ ایک بر ہم نظر اس پہ ڈال کے رخ موڑ گئی۔ س

''زینب.....''نیلوفر تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولی۔''مجھے آپ کی کہانی کسی بھی ورکنگ وومن سے مختلف نہیں ہے۔ مگر آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو زبان دیتی ہوں کہ میں اس کتاب کا کانٹریکٹ آپ کے ساتھ ہی کروں گی۔ یہ کتاب آج سے آپ کی ہوئی۔ قانونی کارروائی کے بعد میں مسودہ بھی آپ کے حوالے کر دوں گی۔''

کمرے میں چند لمحے کے لئے سناٹا چھا گیا۔ وہ مسکرا دیا اور''told you''والی نظروں سے اسے دیکھا مگر تالیہ نے اسے نظر انداز کیا۔

''تھینک یو نیلوفر۔ بحیثیت عورت میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ میں آپ کو چند ضروری سوالات کی ای میل شام تک بھیج رہی ہوں۔ ان کے جوابات کے بعد ہم کانٹریکٹ کی طرف بڑھیں گے۔ ساؤ...نیلوفر حانم.... چک ساؤ (شکریہ....بہت شکریہ)....''

فون بند کیا تو وہ فوراً سے بولا۔''ایسے موقعے پہ تمہیں''ساؤ''کی جگہ''تشکر لار''کہنا چاہیے تھا۔''

''رہنے دو۔ تمہیں بھی مجھ سے دو ڈرامے زیادہ ہی ترک زبان آتی ہو گی۔''وہ سخت بے زار ہوئی۔

''اگر میں یہ نہ کرتا تو وہ جذباتی ہو کے ہمارے ساتھ کانٹریکٹ کرنے کا فیصلہ کبھی نہ کرتی۔ نیلوفر جیسی عورتوں کے لیے وومن کارڈ ہمیشہ کام کرتا ہے۔ ریلیکس ناؤ' تالیہ حانم۔''وہ اٹھ کھڑا ہوا تو تالیہ نے ہاتھ جھلایا گویا کہہ رہی ہو کہ جاؤ' مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔ وہ ہنوز خفا نظر آتی تھی۔

☆☆=========☆☆

رات مزید گہری ہوئی تو منروا کروز کی رفتار دھیمی ہوتی گئی۔ اس وقت اس کی ہر کھڑکی روشن تھی۔ وسط پانی کے ایک قمقموں سے سجی عمارت کی طرح کھڑی وہ کشتی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

عرشہ البتہ اس وقت سنسان تھا۔ گھاس ٹرف ویران اور کرسیاں خالی تھیں۔ ایک کونے میں البتہ ریلنگ کے ساتھ وہ کھڑی تھی۔ شال کندھوں کے گرد لپیٹے وہ نیچے بہتے پانی کو دیکھ رہی تھی۔ نیلوفر کو ای میل لکھنے کی بجائے وہ یہاں آ کھڑی ہوئی تھی۔

آج اچانک سے موسم ٹھنڈا لگنے لگا تھا ورنہ اس سے قبل ایسے کوئی آثار نہ تھے۔

''تم نے اپنی فرینڈ سے بات کر کے اس کی بیماری کا پوچھا؟''بنا آہٹ وہ اس کے پیچھے کب آ کھڑا ہوا تھا اسے پتہ بھی نہ چلا۔ ذرا سی چونکی۔ پھر جیسے خیالات سے نکلی اور ماتھے پہ بل ڈال لئے۔

''میں نے ابھی تک تمہیں ان باتوں کے لیے معاف نہیں کیا... مگر... شاید...'' اس کی آواز میں اداسیاں گھلنے لگیں۔

''میرے بارے میں کے ایل میں بھی سب یہی سوچتے ہوں گے۔ احمد نظام سے صوفیہ رحمٰن تک۔''

وہ اس کے سامنے آیا اور ریلنگ سے ٹیک لگا کے بازو سینے پہ لپیٹ لیے۔ اندھیرے میں اس کے چہرے کے تاثرات ٹھیک سے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

''لوگوں کی آراء کی غلامی سے نکل آؤ لڑکی! ورنہ تم کبھی آزاد نہیں ہو سکو گی۔''

''لوگوں کی آراء اور زبانیں حقیقت ہوتی ہیں۔'' وہ تلخی سے بولی۔ ''جس کتاب کے پیچھے ہم خوار ہو رہے ہیں وہ بھی ایک عورت کی رائے ہے مگر میری حکومت کی ساری مشینری اس کو روکنے میں لگی ہے۔''

''کیونکہ وہ ڈرپوک ہیں۔ سمپل۔''

''بات بزدلی یا بہادری کی نہیں ہے۔ وہ عورت....'' دبی دبی آواز میں دانت پیس کے بولی۔ ''وہ عورت اس وقت اپنی زبان اور قلم ہلا کے ایک مرے ہوئے آدمی اور اس کے سارے خاندان کو بدنام کر سکتی ہے۔ بدنامی سے سب کو ڈر لگتا ہے۔ مجھے بھی۔'' وہ دور سیاہ پانی کو دیکھنے لگی۔ ''مجھے قید میں جانے یا تشدد نے تکلیف نہیں دی تھی۔ یہ بدنامی کا خوف تھا جو مجھے اس ٹراما سے نکلنے نہیں دے رہا۔''

آسمان پہ بادلوں کے جھروکوں سے سفید چاند ذرا سا جھانکنے لگا تو عرشے پہ چاندی کی چادر چڑھنے لگی۔ ان کے سیاہ ہیولوں سے وجود بھی اس چاندی کی تہہ میں دھیرے دھیرے دمکنے لگے۔

''تم بدنامی سے ڈرتی ہو؟ اس بات سے کہ وہ تمہیں بے عزت کر دیں گے؟''

''وہ کر سکتے ہیں۔ اگر میں یہ کتاب نہ روک سکی اور خالی ہاتھ واپس گئی تو وہ میرے ملک میں مجھے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔ وہ میرے سیاہ رازوں اور جرائم سے واقف ہیں۔ وہ میری زندگی تباہ کر دیں گے۔'' پانی کو دیکھ کے بولتی ہوئی لڑکی بے بس نظر آتی تھی۔ اس نے مسکرا کے سر جھٹکا۔

''میں نے زندگی میں ایک بات سیکھی ہے' تالیہ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رزق' موت اور عزت ذلت کے فیصلے انسانوں کے ہاتھوں میں نہیں دے رکھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ کوئی انسان کسی کو بے عزت نہیں کر سکتا۔ نیلوفر بھی عبدالرحمٰن کو رسوا نہیں کر سکتی چاہے وہ دس کتابیں لے آئے مگر تمہاری پردھان منتری کا خوف اس کے ایمان سے بڑا ہے۔ خود تمہارا بھی۔''

''نیلوفر بہت کچھ کر سکتی ہے۔ وہ الیکشن کا سارا نقشہ اپنی مرضی کے مطابق بدل سکتی ہے۔''

چاندی میں نہایا آدمی ذرا سا مسکرایا۔

''تہیں بدل سکتی۔کوئی انسان کسی انسان کو رسوا نہیں کر سکتا۔یہ فیصلے اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔تمہیں بھی تمہارے حکمران رسوا نہیں کر سکتے۔وہ تمہیں قید میں ڈال سکتے ہیں'ٹارچر کر سکتے ہیں'مگر تمہارے ملک کے لوگوں کے دل میں تمہاری عزت ختم نہیں کر سکتے۔لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔تم اس خوف سے باہر کیوں نہیں نکل آتیں؟''

''تم پھر مجھے فکس کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔''

''میں صرف یہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ جو راستہ انسان ترک کر دیتا ہے'اللہ تعالیٰ اس کو اس کے باعث رسوا نہیں کیا کرتا۔''اور یہ کہتے ہوئے پہلی دفعہ اس نے لب کاٹا۔

تالیہ نے شاکی نظریں اٹھا کے اسے دیکھا''میری پردھان منتری چاہے تو....''

''تمہاری پردھان منتری کبھی اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گی۔تم کتاب روک دو'وہ تب بھی تمہیں کسی اور طریقے سے گرفتار کروا لے گی۔گورنمنٹس کبھی وعدے پورے نہیں کرتیں۔''

''تمہارا تجربہ بول رہا ہے کیا؟''وہ طنز سے بولی تو چاندنی میں دمکتا آدمی مسکرایا۔

''میں کسی گورنمنٹ کے لئے کام نہیں کرتا۔لیکن اگر کرتا ہوتا تو کبھی سیاستدانوں پہ اعتبار نہ کرتا۔میں نے الماس کو وہ باتیں صرف تمہیں Provoke کرنے کے لئے نہیں کہی تھیں۔میں تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمہارا ایڈ لر دولت تمہارے بارے میں یہی سوچتا ہوگا۔وہ تمہیں ناکام ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔اس لئے ان کی روز روز کی فون کالز کے دباؤ میں آنا چھوڑ دو بلکہ اس جاب کو اپنے لئے کرو۔اپنے طریقے سے۔'' اس کی مسکراہٹ پراسرار ہوگئی۔

''اپنے طریقے سے ہی کر رہی ہوں۔''اسے اس کی بات عجیب لگی تھی۔چاندی میں ڈوبے عرشے پہ وہ دونوں ہیولوں کی صورت کھڑے سرگوشی میں بات کر رہے تھے۔

''غلط۔تم عبدالرحمن کی عزت بچانے کے لئے یہ کر رہی ہو۔تم اسے خود کو بچانے کے لئے کرو۔''

''تم مجھے مشورے کیوں دے رہے ہو؟''

وہ ذرا سا مسکرایا اور شانے اچکا دیے۔''کہا نا۔مجھے فکس کرنا پسند ہے۔لوگ'چیزیں'مسئلے۔''پھر اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی اور ریلنگ چھوڑ کے سیدھا ہوا۔''چلو۔ٹارگٹ کو ای میل کرتے ہیں۔ویسے بھی ہمارا زیادہ دیر یہاں کھڑا ہونا مناسب نہیں ہے۔''

''آئی ایم شیور تم اردگرد کی تسلی کر کے ہی یہاں آئے ہو گے۔''وہ اکتا کے کہتی آگے بڑھ گئی۔وہ ابھی تک الجھی ہوئی تھی۔

اپنے لیے وہ اس سے زیادہ کیا کرے؟

''ہمارا مقصد نیلوفر سے اس کے پبلشر کا نام پوچھنا ہے نا رائٹ؟''

وہ کمرے میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی تھی اور کی بورڈ پہ انگلیاں جمائے کہہ رہی تھی۔ وہ سامنے الماری سے ٹیک لگائے کھڑا سوچ رہا تھا۔

''ہاں مگر یہ سوال تمہیں اس طرح پوچھنا ہے کہ وہ جواب ضرور دے۔ تم نے وہ محاورہ سنا ہے' موت دکھا کے بخار پہ راضی کرنا؟''

''اسلاء'' (کبھی نہیں۔) اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''یعنی کسی کو ناممکن کام اور مشکل کام کا آپشن دینا۔ وہ مشکل پہ راضی ہو جائے گا۔''

''یعنی کہ میں نیلوفر سے کچھ اتنا ناممکن پوچھوں کہ اسے نسبتاً پبلشر کا نام دینا آسان لگے؟''

اس کی انگلیاں کی بورڈ پہ چلنے لگی تھیں۔ ای میل کے الفاظ اسکرین پہ ابھر رہے تھے۔

(ڈیئر نیلوفر خانم۔

میرے باس مولوت بے نے آپ کے لئے ایک سوالنامہ تیار کیا ہے۔ کانٹریکٹ سائن کرنے سے پہلے مجھے اس کے جوابات درکار ہیں تا کہ ہم آگے بڑھ سکیں۔)

وہ بڑبڑاتے ہوئے لکھ رہی تھی۔

''پہلا سوال آسان ہو۔ اتنا آسان کہ وہ بنا جھجکے جواب دے ڈالے۔''

وہ کمرے میں دائیں بائیں ٹہلتے ہوئے سوچ سوچ کے کہہ رہا تھا۔ جیکٹ اتار دی تھی اور آستین موڑ رکھے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے والا دوستانہ انداز اب غائب تھا اور خالصتاً کام سے کام رکھنے والا لہجہ اپنا لیا تھا۔ عجیب پل پل بدلتے انداز تھے اس آدمی کے۔

''پہلا سوال وہ پوچھوں گی جو اکثر پبلشر ایڈم سے سب سے پہلے پوچھتے تھے۔'' وہ ٹائپ کرتے ہوئے اسکرین پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔

(پہلا سوال۔ مجھے کتاب کا مکمل ورڈ کاؤنٹ چاہیے۔ ایم ایس ورڈ پہ ڈبل اسپیسنگ کے ساتھ تقریباً کتنے الفاظ پہ مسودہ مشتمل ہے۔ یہ جاننا کتاب کی قیمت کے تعین اور اشاعت کے لئے ضروری ہے۔)

''گڈ۔ دوسرا سوال بھی نسبتاً آسان ہی رکھو۔'' وہ ہدایات دے رہا تھا۔

تالیہ کی انگلیاں تیز تیز چل رہی تھیں۔اس کے ماتھے کے بل غائب ہو رہے تھے۔ایک رائٹر کے ذہن سے پبلیشر کا نام نکلوانے کے لیے اس کے ذہن تک رسائی حاصل کرنا خاصا دلچسپ لگ رہا تھا۔

(دوسرا سوال۔مجھے تمام ابواب کی تعداد اور ان کی آؤٹ لائن چاہیے۔صرف ایک سطر کی آؤٹ لائن جس میں کتاب کا خلاصہ موجود ہو۔)

''اب تیسرا سوال تم پبلشر کے بارے میں پوچھو مگر اس طرح کہ وہ جواب دینے پہ پابند ہو جائے۔''

(میرا تیسرا سوال) تالیہ روشن اسکرین کو دیکھتے کھٹ کھٹ ٹائپ کر رہی تھی۔(آپ کی کتاب کا انگریزی مسودہ میری معلومات کے مطابق ایک کینیڈین پبلشر چھاپ رہا ہے۔مجھے لیگل پیپر ورک کے لئے اس پبلشر کا نام چاہیے کیونکہ ہماری لٹریری ایجنسی اور چند یورپین ایجنسیز کا امریکی اور کینیڈین پبلشرر کے ساتھ ایک ''کلاس ایکشن'' مقدمہ چل رہا ہے۔(ایسا مقدمہ جس میں ایک گروہ مل کے دوسرے کے خلاف کیس لڑتا ہے)۔اگر آپ کا پبلشر بدقسمتی سے ہمارے مقابل فریقین میں سے ہوا تو ہم اس کتاب کو چھاپنے سے معذرت کر لیں گے کیونکہ یہ کانفلیکٹ آف انٹرسٹ کے زمرے میں آئے گا۔مقدمے کی حساسیت کی وجہ سے میں فریقین کی لسٹ ظاہر نہ کر سکنے کی پابند ہوں۔اس لئے آپ مجھے نام بتا دیں تاکہ میں کراس چیک کر لوں۔)

"Good enough?''اس نے لکھ کے سوالیہ نظروں سے جہان کو دیکھا۔وہ اتنا متاثر نہیں لگتا تھا۔

''اگر میں ہوتا تو سمجھ جاتا کہ یہ scam ہے۔مگر وہ نیلوفر ہے۔امید ہے وہ یقین کر جائے گی۔اگلا سوال ناممکن سا رکھو تاکہ وہ مروت میں کسی ایک کا جواب تو دے ڈالے۔''

تالیہ کی انگلیاں حرکت میں آئیں۔

(اور میرا آخری سوال۔مجھے آپ کی کتاب کو ترکش پبلشرز کے سامنے پیش کرنے کے لئے پریزینٹیشن بنانی ہے۔میں اسی ہفتے پریزینٹیشن بنا کے پیش کرنا چاہتی ہوں۔دو بڑے پبلشرز انٹرسٹڈ ہیں۔اس موقعے پہ آپ سے بغیر کانٹریکٹ کے پورا مسودہ میں بالکل نہیں مانگوں گی مگر آپ کو مجھے کتاب کے اولین چار ابواب دینے ہوں گے تاکہ پبلشرز کو پریزینٹیشن دیکھ کے کتاب کی زبان' ٹیسٹ اور calibre کا اندازہ ہو جائے۔) وہ اس کے صوفے کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور جھک کے اسکرین کو دیکھا۔

''گڈ۔اب لگ رہا ہے کہ تم کسی رائٹر کی دوست رہی ہو۔کتاب کے چار ابواب تو وہ کبھی نہیں دے گی۔''

تالیہ نے ای میل بھیج دی اور وہ چلا گیا تو کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور چیزیں سمیٹ

کے اپنے بستر تک آئی۔ ساتھ ہی موبائل اٹھا کے دیکھا تو دولت کا میسج آیا ہوا تھا۔ چند گھنٹے گزر چکے تھے اور وہ ایک دفعہ پھر سے اپ ڈیٹ پوچھ رہا تھا۔

تالیہ نے کال کا بٹن دبایا۔ دو گھنٹیاں گئیں اور اس کے ہیلو کہتے ہی وہ ایک دم سے بولنا شروع ہوئی۔

”میری بات دھیان سے سنیں ’انچے دولت۔ آپ نے میسج میں لکھا کہ میں جتنی جلدی ہو سکے اس کام کو مکمل کروں کیونکہ میری زندگی اس پہ انحصار کرتی ہے۔“ وہ چبا چبا کے کہہ رہی تھی۔

”غلط۔ میری نہیں۔ آپ کی وزیر اعظم کی زندگی اس پہ انحصار کرتی ہے۔ میرا آپ کیا بگاڑ لیں گے اگر میں یہاں سے فرار ہو جاؤں؟ یا خالی ہاتھ واپس آؤں؟ عوام کو بتائیں گے کہ میں ایک کرمنل ہوں؟ تو کیا میں چپ رہوں گی؟ میں میڈیا میں جا کے ساری دنیا کو نہیں بتاؤں گی کہ آپ نے مجھے نیلوفر کی کتاب چرانے بھیجا تھا؟ کیا لوگ آپ سے سوال نہیں کریں گے کہ اگر تالیہ مراد کرمنل تھی تو آپ نے اسے ملک سے باہر کیوں جانے دیا؟ وہ بھی کسی کی کتاب چرانے؟ ایک غیر قانونی کام کرنے کے لئے؟“

دوسری جانب دولت کو بالکل سانپ سونگھ گیا تھا۔

”دعا کریں کہ میں چپ رہوں ’دولت صاحب‘ ورنہ آپ لوگ دوہری مصیبت میں پڑ سکتے ہیں۔ دعا کریں کہ میں اس کی کتاب کو روک لوں تاکہ آپ کی عزت بچی رہے۔ میں نے کہا ہے کہ میں اپنی جاب پوری کروں گی تو کروں گی۔ مجھے آرام سے میرا کام کرنے دیں۔ بائے۔“ وہ برہمی سے کہہ رہی تھی اور وہ بالکل خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ اس کے کچھ بولنے سے پہلے تالیہ نے فون رکھ دیا اور چند گہرے سانس لئے۔

ملاکہ کا قید خانہ تھا اور سامنے شاہی سپاہی تھا۔ وہ اس پہ اسی طرح حلق سے آواز نکال کے چلائی تھی جب اس نے کہا تھا کہ وہ ان کی ہونے والی ملکہ ہے۔ جسم سے نکلتی یہ حرارت..... یہ توانائی.... اس میں عجیب سی طاقت تھی۔ عرصے بعد اسے اپنا وہ روپ یاد آیا تھا۔

اسے یہ آخری جاب ’اپنے‘ لئے کرنی تھی۔ صرف اپنے لئے۔

☆☆=========☆☆

اگلی صبح نیل کے دریا پہ اتری تو اپنے ساتھ ٹھنڈ کی لہر لے آئی۔ عرشے پہ دھوپ میں ناشتہ کرنے کے خواہشمند مسافر دھوپ کو ترس گئے۔ کیونکہ آج بادلوں کے باعث سارے پہ چھایا تھی اور ٹھنڈی ہوا بہت تیزی سے چل رہی تھی۔

تالیہ عرشے پہ لگی ایک چھتری تلے کرسی پہ بیٹھی تھی اور موبائل دیکھتے ہوئے ناشتے کو بس چکھ رہی تھی۔ ابھی تک الماس کی

ای میل نہیں آئی تھی اور اس کی بے چینی عروج پہ تھی۔ وقتی طور پہ نیلوفر کو جذباتی کرنا الگ بات تھی، لیکن کیا وہ اپنے پبلشر کا نام بتانے پہ راضی ہو جائے گی؟ اسے ایک دم اپنی کور اسٹوری بودی معلوم ہونے لگی تھی۔

دفعتاً کسی احساس کے تحت اس نے اپنا سفید ہیٹ ترچھا کیا اور چہرہ اٹھا کے دیکھا تو دور پول کے کنارے وہ کھڑا نظر آیا۔ کل والی شیو غائب تھی، پی کیپ سر پہ تھی اور ہاتھ جینز کی جیبوں میں تھے۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے متوجہ ہوتے ہی مڑ گیا۔ یہ اس کو پیچھے آنے کا اشارہ تھا۔

تالیہ نے حیرت سے اس کو دیکھا، اور پھر ناشتہ ادھورا چھوڑ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تم ابھی تک یہاں ہو؟“ وہ کمرے میں آئی تو وہ صوفے پہ بیٹھا تھا۔ تالیہ نے ہیٹ اتار کے اسٹینڈ پہ ٹانگتے ہوئے، تعجب سے اسے دیکھا۔ ”تمہیں تو ہر روز اس وقت کسی خفیہ کام کے لئے نہیں جانا ہوتا؟“

”آج جمعہ ہے۔“ اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے تو تالیہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

”تو؟“

”جمعے کو ہماری سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔ ورکشاپس بند ہوتی ہیں۔“

”اور اگر کسی کی کار جمعے کو خراب ہو جائے تو؟“

”ای میل آئی نیلوفر کی؟“ اس نے اکتا کے موضوع بدلا تو تالیہ نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔

”ابھی دیکھا میں نے الماس کو۔ سوتی شکل کے ساتھ ناشتہ کرنے اوپر آئی تھی۔ کچھ دیر میں ہی جواب دے گی۔“

”یعنی کہ پھر سے انتظار۔“ وہ بور سا نظر آنے لگا۔ پھر ریموٹ اٹھایا اور ٹی وی آن کیا۔ وہ چپ چاپ اس کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گئی اور اس کی حرکات کا جائزہ لینے لگی۔

”کل جانا ہو گا تم نے شہر؟“ بغور اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ جو چینل سرف کر رہا تھا، بے اختیار بولا۔ ”نہیں۔“

”کیونکہ کل بھی چھٹی ہے۔ ہفتے کی۔“

”ہوں۔“ وہ اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ پی کیپ ہنوز سر پہ جمی تھی اور دن کی روشنی میں کنپٹی کا نشان واضح نظر آتا تھا۔

”ورکشاپس تو ہفتے کو کھلی ہونی چاہیے ہیں۔ مگر تم ورکشاپ نہیں جاتے، ہے نا۔“ وہ مسکرا کے فاتحانہ انداز میں بولی تو جہان نے اکتا کے اسے دیکھا۔

”میری جاسوسی چھوڑ دو لڑکی۔“

”یو نو۔ مصر میں کچھ برانڈز اتوار کی چھٹی بھی کرتے ہیں اور کچھ ہفتے کی۔ البتہ زیادہ تر جمعے کی چھٹی کرتے ہیں۔“ وہ

معلومات دینے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔ ''مگر تم نے ایک مخصوص وقت میں صرف ڈھائی' تین گھنٹے کے لئے جانا ہوتا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تو آنے جانے میں صرف ہوا۔ پیچھے بچا ایک گھنٹہ۔ اور ہفتے میں دو چھٹیاں۔'' وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہی تھی۔ ''تم کسی یونیورسٹی جاتے ہو۔ کلاس لینے۔''

جہان نے سابقہ تاثرات کے ساتھ نظریں گھما کے اسے دیکھا۔ ''اگر اتنا دماغ تم اپنا ترکش لہجہ بنانے پہ صرف کرتیں تو زیادہ اچھا ہوتا۔ یہ دیکھو۔'' اس نے ٹی وی پہ یوٹیوب کھول رکھا تھا۔ تالیہ نے ناک سکوڑ کے سر جھٹکا اور بادل نخواستہ توجہ ٹی وی کی جانب مبذول کی۔ وہ کوئی ترکش فلم لگا رہا تھا۔

''کاردشم نم۔'' تالیہ نے پتلیاں سکوڑ کے اسکرین کو دیکھتے ہوئے پڑھا۔ ''میرا بھائی۔''

''جب تک نیلوفر کی ای میل نہیں آتی' تم یہ فلم دیکھو۔ اور ان کے الفاظ کی ادائیگی پہ غور کرو۔''

''ویسے کون سا سبجیکٹ پڑھ رہے ہو تم یونیورسٹی میں؟'' وہ گال ہتھیلی پہ جمائے اسکرین کو دیکھتے ہوئے سرسری سا پوچھنے لگی۔

''میں اس عمر میں سب کچھ کر سکتا ہوں' سوائے پڑھائی کے۔''

تالیہ نے گردن موڑ کے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ ''جھوٹ بولنے والے کی نشانی تمبر یجھے تم میں اس وقت نظر آ رہی ہے۔''

''ویری فنی۔'' وہ بگڑے تاثرات کے ساتھ اٹھ گیا اور وہ بادل نخواستہ اپنی توجہ اس فلم کی طرف مبذول کرنے لگی جس میں دو بھائی ترکی کے کسی دور افتادہ گاؤں میں ہونے والی شادی اٹینڈ کرنے روڈ ٹرپ پہ جا رہے تھے۔

اس کا موبائل بالکل خاموش تھا۔ الماس کا جواب ہنوز نہیں آیا تھا۔

☆☆=========☆☆

جہان چلا گیا اور مووی ختم ہو گئی تو بھی وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ بس صوفے پہ پیر اوپر کر کے بیٹھی یوٹیوب پہ مختلف ویڈیوز سرف کرنے لگی۔ دنیا جہان کی ویڈیوز کے ہونے کے باوجود اس کی انگلیاں اسی ایک موضوع کو ٹائپ کرنے لگیں۔

بی این کا صدر۔

کلک کے ساتھ ہی صفحہ کھلا تو ہر ویڈیو پہ وہ دونوں ساتھ ساتھ دکھائی دیے۔

مسکراتا ہوا دان فاتح اور اس کی مسکراتی ہوئی' بیوی عصرہ۔

دی پاور کپل۔

کہیں وہ ایک ساتھ انٹرویو دے رہے تھے تو کہیں وہ کسی ایونٹ میں ریڈ کارپٹ پہ ساتھ ساتھ کھڑے نظر آ رہے تھے۔

کیمروں کے فلیش ان کے چہرے پہ چمک رہے تھے۔ کہیں وہ دونوں اپنے گھر کے صوفے پہ بیٹھے بچوں کے ساتھ کسی اینکر سے بات کر رہے تھے۔

غرض وہ ہر جگہ ساتھ ہی تھے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ عورت اس کی بہن کی قاتل ہے۔ جیسے وہ نہیں جانتا تھا کہ تالیہ اس کے دشمن کی مدد کے لئے مصر چلی گئی ہے۔

وہ کچھ نہیں جانتا تھا اور کتنا مطمئن تھا۔

اس کا دل ایک دم پھر سے اندھیروں سے بھرنے لگا۔ اس نے ٹی وی آف کیا اور موبائل پہ اپنی ذاتی میل کھولی۔ فاتح، داتن، ایڈم.... آج کسی کی بھی میل نہیں آئی تھی۔ وہ لوگ بھی اسے میل بھیج بھیج کے تھک گئے تھے۔ دیوار سے کوئی کتنی دیر بات کر سکتا ہے؟

وہ میل بھیجتے تھے تو دل دکھتا تھا۔

نہیں بھیج رہے تھے تو دل بالکل خالی ہو گیا تھا۔

کمرے میں اب اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایسا اندھیرا کہ کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ اب کیا کرے گی؟ اگر واپس چلی بھی گئی ....سرخرو بھی ٹھہری تو کیا کرے گی؟ اس نے گھٹنوں پہ سر رکھ لیا اور خود کو اندھیرے کے حوالے کر دیا....

وہ اپنے ماضی سے کیسے ساری زندگی کٹ کے رہے گی؟ مستقبل اتنا ہی تاریک تھا جتنا اس وقت آنکھوں کے سامنے چھاتا اندھیرا تھا....اور اس تاریکی میں کمر کے پیچھے ایک دم سے ٹھنڈی دیوار محسوس ہونے لگی۔ وہ اسی سخت بستر پہ بیٹھی تھی....اونچی دیواروں والا کمرہ....سامنے سلاخیں....اور کپکپاتا جسم....خوف نہیں تھا وہ....قید کا خوف ہرگز نہ تھا....وہ رسوا ہونے کا خوف تھا ....یہ آگہی کہ اس کوٹھڑی کے باہر ساری دنیا کو اس کے سیاہ ماضی کا علم ہو چکا ہے....اسی لئے اس کوٹھڑی سے اتنے دن وہ نہیں بھاگی تھی....اور بار بار وہ اسی میں واپس آ جاتی تھی....

اس نے مزید سختی سے آنکھیں بند کیں۔ شاید کہ یہ اندھیرا چھٹ جائے مگر اگلے ہی لمحے نگاہوں کے سامنے ایک منظر ابھرنے لگا....

دو سفید پیر....دو سپید پیر ربڑ کے گیلے سلیپرز میں مقید تھے....دونوں پیر فرش پہ پیچھے کو اٹھ رہے تھے....پیر نسوانی تھے اور دائیں پیر پہ ایڑھی کے قریب ایک کمان صورت کٹ لگا تھا جو بھوری لکیر نما کھرنڈ میں بدل چکا تھا....

ان گیلے جوتوں سے چیں چیں کی ناقابلِ برداشت آواز آ رہی تھی....

مخصوص رنگ ٹون سے وہ ہڑبڑا کے جاگی۔

کمرہ اندھیر پڑا تھا۔

تالیہ نے ادھر ادھر چہرہ گھمایا پھر تیزی سے اٹھی اور پردے ہٹائے۔ باہر دھوپ میں چمکتا دریا دکھائی دیا اور روشنی اندر آنے لگی۔ اس کو پسینہ آ رہا تھا۔ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

وہ پیپرز کس کے تھے؟ اور وہ زخم کا نشان؟

اس نے سر جھٹکا اور خود کو نارمل کرتے ہوئے فون اٹھایا۔ مخصوص ٹون الماس کی ای میل کی تھی۔ تالیہ نے پہلے جہان کو کال کی اور اسے یہاں بلایا۔ یہ الماس کی آخری میل ثابت ہوئی تھی، وہ اسے تنہا نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں آمنے سامنے دو صوفوں پہ بیٹھے تھے اور وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"پڑھو۔"

تالیہ نے موبائل اسکرین روشن کی اور دھڑکتے دل سے پڑھنا شروع کیا۔ پسینے سے ابھی تک اس کے بال سامنے سے گیلے تھے اور چہرہ زرد تھا۔ وہ اس کے تاثرات بغور دیکھ رہا تھا مگر بولا کچھ نہیں۔

"ڈیئر زینپ،" تالیہ نے پڑھنا شروع کیا۔ "آپ سے بات کر کے مجھے اور میم تیلوفر کو بہت اچھا لگا۔ امید ہے آپ سے ملاقات کر کے ہمیں مزید اچھا لگے گا۔ فی الحال آپ کے جوابات کی طرف آتے ہیں۔

نمبر 1۔ یہ کتاب قریباً 112500 الفاظ پہ مشتمل ہے اور اس کے قریباً چار سو پچاس صفحات بنتے ہیں۔"

"آسان سوال تھا۔ آگے چلو۔"

"چپ کرو۔ مجھے پڑھنے دو۔" اس نے دھڑکتے دل سے اسے ٹوکا اور آگے بڑھنے لگی۔

"نمبر 2۔ کتاب کے بیس ابواب ہیں اور میں ان کی ون لائن سمری ای میل میں اٹیچ کر رہی ہوں۔" نظریں اٹھا کے جہان کو دیکھا۔ اس نے سراہنے والے انداز میں ابرو اٹھائی۔

"مگر خیر۔ یہ بھی آسان سوال تھا۔ تیسرے پہ آؤ۔"

"جہاں تک آپ کے تیسرے سوال کا تعلق ہے۔ ہمارے پبلشر کا نام.... تو بات یہ ہے زینپ کہ...." اس نے خشک حلق سے پڑھنا شروع کیا۔ "پبلشرز نے جب ہم سے رابطہ کیا تو ان کی ٹائم لائن اور مسلسل مداخلت ہمارے لئے قابلِ قبول نہیں تھی۔ یہ کتاب عوام کی فلاح کے لئے لکھی جا رہی ہے، اس لئے بہتر ہے کہ اسے بغیر کسی مداخلت کے مارکیٹ میں لایا جائے۔ اور اسی لئے...."

''ڈیم اِٹ۔'' وہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔ ''وہ سیلف پبلش کر رہی ہے۔''

تالیہ پڑھتی گئی۔

''اور اسی لئے ہم اس کتاب کو سیلف پبلش کر رہے ہیں امیزون پہ۔ اور ہم اسے کینیڈا جا کے ریلیز کریں گے۔''

تالیہ نے بے بسی سے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ بھی اتنا ہی کبیدہ خاطر نظر آتا تھا۔

ایک دم سے تمام امیدیں خاک میں مل گئی تھیں۔ تالیہ نے فون رکھ دیا۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔

''وہ ساری باتیں۔ وہ گورے پبلشرز کے قصے.....وہ سب جھوٹ تھا۔'' اس کا چہرہ غصے اور صدمے سے سرخ پڑنے لگا۔

''نیلوفر کا سرے سے کوئی پبلشر ہی نہیں تھا۔''

''ظاہر ہے کوئی عقلمند پبلشر اتنی الزامات سے بھری کتاب نہیں چھاپ سکتا۔ مجھے یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا؟'' وہ خود سے ناراض لگنے لگا تھا۔

''یعنی کہ ہم واپس اسکوائر ون پہ کھڑے ہیں۔'' تالیہ نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ اور وہ اتنا مضطرب تھا کہ اٹھ کے ٹہلنے لگا۔

''اگر وہ خود ہی اپنی کتاب کی پبلشر ہے تو اس نفرت اور انتقام سے بھری عورت کو کوئی نہیں روک سکتا۔ کوئی دوسرا پبلشر ہوتا تو قانونی کارروائی یا دباؤ ڈال کے کچھ کیا جا سکتا تھا۔ اُف۔ اُف۔'' وہ اب کمرے میں خالی جگہ پہ آگے پیچھے چکر کاٹ رہا تھا۔

ان کا کون۔ گیم عجیب مقام پہ آ کے رک گیا تھا۔ پبلیشر کوئی تھا ہی نہیں تو اب اس کتاب کو روکنا ناممکن تھا۔ وہ صوفیہ کو کیا جواب دے گی؟

''میں اس کے ذہن سے کتاب چھاپنے کا خیال نہیں نکال سکتی' جہان۔ میں واپس جا رہی ہوں۔'' وہ ایک دم اٹھی اور الماری کی طرف گئی۔ پھر اپنا بیگ نکال کے بستر پہ رکھا اور الماری سے ہینگر نکالنے لگی۔ جہان نے افسوس سے اسے پیکنگ کرتے دیکھا۔

''تمہاری وزیراعظم کو چاہیے کہ اسے گولی مار دے۔ دی اینڈ۔ خلاص۔''

''جو بھی ہے.....میں مزید اس کھیل کا حصہ نہیں بن سکتی۔''

''اوکے! میں تمہیں نہیں روکوں گا۔'' وہ سمجھ سکتا تھا۔ ''مگر سنو۔ وہ ای میل ایڈریس ڈیلیٹ کر دو تا کہ اس کا ڈیٹا غائب ہو جائے اور نیلوفر اسے ٹریس نہ کر سکے۔''

تالیہ جو سرخ چہرے کے ساتھ کپڑے تہہ کر کر کے بیگ میں ڈال رہی تھی ایک دم رکی اور چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ کسی شے کے نامکمل رہنے کا احساس ہوا تھا۔

جیسے چولہے پہ کھانا پکتا چھوڑ آؤ... جیسے ڈور بیل بج رہی ہو..... جیسے فون پہ کوئی unread میسج کا نوٹیفیکیشن نظر آرہا ہو تو کوئی بھی دوسرا کام کرتے ہوئے ذہن میں 'ادھورے' کام کا خیال رہتا ہے۔

اس نے ہاتھ میں پکڑا رومال وہیں پھینکا اور تیزی سے میز کی طرف آئی۔

''اس کی ای میل کے آخر میں بھی کچھ لکھا ہوا تھا۔'' موبائل اٹھایا اور اسکرین روشن کی۔

الماس کی میل کا آخری پیراگراف ابھی پڑھنے سے رہتا تھا۔

''اور رہا آپ کا آخری سوال کہ میں آپ کو کتاب کے پہلے چار ابواب بھیجوں تو ڈیئر زینپ..... پہلے ابواب سے زیادہ دلچسپ درمیان اور آخر کے ابواب ہیں' اس لئے میں آپ کو شروع' مڈل اور آخر سے پانچ ابواب بھیج رہی ہوں تا کہ آپ

کو کتاب کے ٹیسٹ کا درست طور پہ اندازہ ہو سکے۔ فائل اٹیچ ہے۔

میں کانٹریکٹ کا انتظار کروں گی۔

الماس۔''

واٹ؟'' وہ بے یقینی سے کہتا تیزی سے اس کے قریب آیا۔ وہ بھی اتنی ہی بے یقین کھڑی اسکرین کو دیکھ رہی تھی جہاں ایم ایس ورڈ فائل کھلی تھی۔

الماس نے کتاب کے پانچ ابواب بھیج دیے تھے۔

''وہ ہمیں اپنی کتاب کے اتنے نازک باب نہیں بھیج سکتی۔ اسلا' جہان بے۔ اسلا۔''

وہ بے یقینی سے انگلی سے صفحہ اوپر کرتی کہہ رہی تھی۔ وہ بھی دنگ رہ گیا تھا۔

''اس نے تمہاری باتوں کو دل پہ لے لیا۔ ہاؤ سویٹ۔''

'' کچھ زیادہ ہی لے لیا۔'' تالیہ مراد کی آنکھیں تعجب سے پھیلی تھیں۔ وہ کچھ نہیں پڑھ رہی تھی بس صفحات نیچے..... مزید نیچے کیے جا رہی تھی۔ وہ کل پچپن صفحات تھے۔

جہان نے ایک نظر بیڈ پہ کھلے اس کے بیگ پہ ڈالی۔

''تم اب بھی جانا چاہتی ہو؟''

''ششش۔ مجھے یہ صفحات پڑھنے دو۔''

کچھ دیر بعد وہ بیڈ کے سامنے کارپٹ پہ بیٹھی موبائل سامنے کیے پڑھتی نظر آرہی تھی۔ اور وہ صوفے پہ بیٹھا اپنے فون میں وہی فائل پڑھ رہا تھا۔

بیڈ پہ تالیہ کا سامان اسی طرح کھلا پڑا تھا۔ لنچ کا ٹائم تھا مگر کھانا' سامان' کسی شے کی ان کو پرواہ نہ تھی۔

یہ وہ کتاب تھی جو صوفیہ رحمٰن ساری دنیا سے چھپانا چاہتی تھی۔ اس کتاب کے پانچ ابواب ملنا غنیمت تھا۔

"اوہ واؤ..... باب نمبر سولہ میں تمہارا ذکر بھی ہے۔"

خاموشی کو جہان کی محظوظ آواز نے توڑا تو تالیہ نے "ششش" کہہ کے اسے چپ کروا دیا۔ وہ ابھی وہاں نہیں پہنچی تھی۔ اور جب پہنچی تو اس کا خون ابل ابل گیا۔

"واٹ؟ اس نے میرے بارے میں یہ لکھا ہے کہ سیاسی پارٹیوں میں ذہین عورتیں بہت کم ہوتی ہیں۔ اکثر تالیہ مراد جیسی Air headed blondes ہوتی ہیں جن کو ان کی اچھی شکل کی بنا پہ اعلیٰ عہدوں سے نوازا جاتا ہے۔" اس نے غصے میں چہرہ اٹھایا۔

"یہ مجھ سے اتنے پیار سے بات کر رہی تھی اور میرے بارے میں اس نے کتاب میں یہ لکھا ہے۔"

"Air headed blonde۔" وہ ہنس دیا' پھر اس کے تاثرات دیکھ کے چہرہ سیدھا کیا۔

"ہاں۔ واقعی۔ اس نے غلط کیا۔" مصنوعی افسوس ظاہر کیا۔ "مگر تمہارے بارے میں اس نے سمجھو کچھ نہیں لکھا۔ جو عبدالرحمٰن صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔ الامان۔" اس نے واقعتاً افسوس سے سر جھٹکا تھا۔

"کوئی کسی کے خلاف اتنی نفرت اور عناد کیسے رکھ سکتا ہے چاہے وہ اس کا ایکس ہی کیوں نہ ہو؟"

"بہت ہی نازیبا اور فضول کتاب ہے یہ۔" تالیہ نے آخری صفحہ پڑھ کے فون پرے ڈال دیا۔ "پہلے دو ابواب کو چھوڑ کے جو اس نے اپنے بچپن کے بارے میں لکھے ہیں' درمیان اور آخر کے ابواب کی ہر سطر میں اس نے عبدالرحمٰن کی ہزاروں اخلاق سے گری حرکات کا تذکرہ کر ڈالا ہے۔ اب اتنا بھی کوئی شیطان نہیں ہوتا۔ حد ہے۔ کوئی شک نہیں کہ صوفیہ اس کتاب کو روکنا چاہتی ہیں۔"

صوفے پہ بیٹھے جہان نے سیدھے ہوتے ہوئے پیر نیچے کیے اور چونک کے اسے دیکھا۔

"صوفیہ رحمٰن کیوں اس کتاب کو روکنا چاہتی تھی؟"

"کیونکہ اس میں اس کے باپ کی اخلاقی برائیوں کی جھوٹی سچی کہانیاں درج ہیں۔ اور وہ اس کے ووٹرز کا دل خراب کر سکتی ہیں۔ مگر صوفیہ کو خود بھی اندازہ نہیں ہوگا کہ کتاب میں اس حد تک گند لکھا گیا ہوگا۔" اس نے جھرجھری لی۔

"صوفیہ کو خود بھی اندازہ نہیں ہے کہ کتاب میں کیا لکھا ہوگا۔" وہ چونک کے اس کی بات دہرا رہا تھا۔ "صوفیہ کا خیال تھا کہ کتاب اس کے باپ کی مالی کرپشن کے بارے میں ہوگی۔"

''ہاں اور داتو سری عبدالرحمٰن پہ کچھ فوج سے غداری کے الزام بھی تھے۔یقیناً دوسرے ابواب میں غداری سے متعلق بھی نیلوفر نے کہانیاں بیان کی ہوں گی۔''

''اور اگر اس نے نہ کی ہوں؟'' جہان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی اور اس نے فون کی اسکرین اس کے سامنے کی۔ وہ کارپٹ سے اٹھی اور اس کے قریب آرکی۔

''یہ تمام ابواب کی آؤٹ لائن ہے۔ ہر باب کو ایک سطر میں سمیٹا گیا ہے۔اور اس نے ان میں صرف عبدالرحمٰن کی اخلاقی گراوٹ کا ذکر کیا ہے۔عورتیں'ڈرگز'خفیہ شادیاں۔جوئے کی عادت۔اس میں مالی کرپشن یا غداری کا کوئی باب نہیں ہے۔''

''یعنی؟''

''ہوسکتا ہے صوفیہ نے نیلوفر کو Overestimate کیا ہو۔جیسے ہم نے کیا تھا۔مگر وہ ایک انتہائی کم فہم عورت ہے۔اس کی نظر ہمیشہ اپنے لیول تک رہی ہوگی۔عورتیں'ڈرگز'افیئرز۔وہ چٹ پٹی مصالحے دار خبریں لگوانے کی شوقین رہی ہے'اس لئے اس نے کتاب میں صرف اخلاقی اسکینڈلز کا تذکرہ کیا ہو۔حکومتی لیول کی کرپشن کو اس نے غیر اہم جانا ہو یا ان کی اسے سمجھ نہ ہو۔''

تالیہ سارے دن میں پہلی دفعہ طمانیت سے مسکرائی۔''مگر صوفیہ رحمٰن کو یہ بات نہیں معلوم۔''

''اور خود نیلوفر کو بھی نہیں معلوم کہ صوفیہ اصل میں کس چیز سے ڈرتی ہے۔صوفیہ صرف افیئرز کی داستانوں سے نہیں ڈرتی۔ وہ کرپشن کے ثبوتوں سے ڈرتی ہے۔''

''اور ہم وہ جانتے ہیں جو یہ دونوں نہیں جانتیں۔''

''ہم نہیں۔'' وہ مسکرایا۔''میں غیر اہم ہوں۔یہ تمہارا مسئلہ ہے تالیہ۔صرف تم جانتی ہو جو یہ دونوں عورتیں نہیں جانتیں اور یاد رکھنا'یہ دونوں تمہاری دشمن ہیں۔''

''اسی لئے دولت اور صوفیہ نہیں چاہتے تھے کہ میں اس کتاب کے مسودے کو چراؤں۔وہ نہیں چاہتے کہ کوئی بھی اس کتاب کو پڑھے۔ میں بھی نہیں۔اس لیے انہوں نے مجھے کتاب کا خیال اس کے ذہن سے نکالنے کو کہا۔ کتاب چرانے کو نہیں۔''

''کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تم ان کی دشمن ہو۔کتاب صوفیہ کی کمزوری ہے اور وہ اسے تمہارے ہاتھ میں نہیں دیکھ سکتے۔''

تالیہ اٹھی اور دھیرے دھیرے چلتی کھڑکی کے قریب آ کھڑی ہوئی اور باہر بہتے پانی کو دیکھنے لگی۔سہہ پہر نے ٹھنڈی سی چھایا طاری کر رکھی تھی۔مگر کوئی بھولی بسری کرن پانی پہ پڑتی تو اسے چمکا دیتی۔

''یہ کتاب اب نہیں رک سکتی مگر..... مگر میں اسے اپنے لئے استعمال کر سکتی ہوں۔''

وہ مسکرا کے اس کی طرف مڑی اور ایک عزم سے کہنے لگی۔

''مجھے یہ کتاب پوری کی پوری چوری کرنی ہے۔ یہ کتاب میرا لیوریج ہو گی۔ میں اگر یہ حاصل کر لوں تو صوفیہ مجھ سے ڈرے گی اور میں اس کتاب کے بدلے میں اس سے کچھ بھی مانگ سکتی ہوں۔ سب سے بڑھ کے... اپنی آزادی!''

''And you know how much I love blackmails!'' وہ بھی مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔

☆☆=========☆☆

رات نیل کے پانی پہ پر پھیلائے ہوئے تھی اور بحری جہاز اپنی روشن کھڑکیوں کے باعث دور سے کوئی موم بتیوں کا کینڈل برانظر آتا تھا جو سیاہ پانی پہ کسی نے جلتا چھوڑ رکھا ہو۔

اندر ہال نما ریستوران میں بھانت بھانت کی آوازیں' قہقہے اور شور پھیلا تھا۔ بار بی کیو کی مہک نے ساری فضا کو معطر کر رکھا تھا۔ ایسے میں ایک مرکزی گول میز پہ نیلوفراپنی تین سہیلیوں کے ساتھ ہنستی باتیں کرتی ڈنر میں مشغول تھی۔

ان کی میز کی پانچویں رکن الماس اونچی پونی والا سر جھکائے' عینک لگائے' کھانا کھاتے ہوئے بھی اپنے ٹیب پہ لگی تھی۔

کام کرتے کرتے الماس نے یونہی سر اٹھایا تو دیکھا' سامنے سیاہ اسکرٹ بلاؤز اور سفید ہیٹ والی تالیہ مراد چلتی آرہی ہے۔ وہ الماس کو دیکھ کے ذرا سا مسکرائی اور پھر نیلوفر کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگی۔

''مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔'' اس نے جھک کے نیلوفر کے کان میں کہا۔ نیلوفر جو کانٹے سے کچھ کھاتی' باتوں میں مصروف تھی' فوراً سے کانٹا اور نیپکین رکھ کے معذرت کرتی اٹھی۔

الماس کی عقابی نظریں ان دونوں کا پیچھا کرنے لگیں۔ تالیہ اس کی ماں کو ایک کونے میں لے گئی اور اب وہ دونوں وہاں کھڑی بات کرتی دکھائی دے رہی تھیں۔

الماس نے پہلو بدلا۔ اردگرد کے شور ہنگامے سے بے نیاز اس کی ساری حسیات دور کھڑی نیلوفر اور تالیہ مراد پہ جمی تھیں۔

دفعتاً تالیہ وہاں سے جاتی دکھائی دی۔ البتہ نیلوفر وہیں کھڑی رہی' بے چینی سے اس نے کوٹ کی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔ اس کی ماں شدید پریشانی میں ایسا ہی کیا کرتی تھی۔ الماس تیزی سے اٹھی اور اکیلی کھڑی نیلوفر کی طرف لپکی۔

''کیا ہوا؟'' فکرمندی سے قریب آ کے سوال کیا۔

''یہ سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔'' نیلوفر سگریٹ لبوں میں دبائے لائٹر سلگا رہی تھی۔

''مگر ہوا کیا ہے؟''

''وان فاتح..... نے انکار کر دیا ہے۔ وہ میری کسی بھی قسم کی مدد نہیں کرنا چاہتے۔'' وہ سانس سے تمبا کو اندر کھینچتی تلخی سے بتا رہی تھی۔ وہ دن پہلے نیلوفر نے تالیہ سے کہا تھا کہ وہ فاتح سے کہے' وہ میڈیا پہ نیلوفر کی حمایت کا اعلان کرے اور اب تالیہ آ کے جوابی پیغام پہنچا رہی تھی۔

تالیہ نے ان ماں بیٹی کو دور سے گفتگو کرتے دیکھا اور پھر مسکرا کے آگے بڑھتی گئی۔

یہ مسکراہٹ عرصے بعد اس کے لبوں پہ دوبارہ عود آئی تھی جو ایک زمانے میں کون وومن تالیہ مراد کا خاصہ ہوا کرتی تھی۔ وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

اوپر عرشے پہ پول کے کنارے وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑا تھا۔ پی کیپ پہنے' جیبوں میں ہاتھ ڈالے' اندھیرے میں کھڑا جہان تاریکی کا حصہ لگتا تھا۔ ہیٹ والی لڑکی کو مسکراتے ہوئے آتے دیکھا تو ابرو تعجب سے اٹھائے۔

''کیا کر کے آ رہی ہو؟''

''نیلوفر کے لئے stakes مزید بڑھا کے آ رہی ہوں۔'' وہ ہیٹ ترچھا کر کے اس کو مسکرا کے دیکھ کے بتانے لگی۔ وہ البتہ اسی طرح مشکوک انداز میں اسے دیکھے گیا۔

''تم مختلف لگ رہی ہو۔''

''کیونکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں دو شناختوں کے ساتھ نہیں جی سکتی۔'' وہ ریلنگ سے کمر ٹکائے کھڑی ہوئی اور طمانیت سے بتانے لگی۔ ''وہ سب مجھے کون وومن ہی سمجھتے ہیں۔ جھوٹی تالیہ۔ دھوکے باز تالیہ۔ اب میں ان کو وہی بن کے دکھاؤں گی۔ جو تالیہ کو کرنا آتا ہے وہ اس کی جان بچائے گا۔''

''مگر اب تم اپنی صلاحیتوں کو ایک اچھے کام کے لئے استعمال کر رہی ہو۔'' اس نے تصحیح کرنی چاہی۔

''اچھا کام؟'' تالیہ نے سوچتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ روشنی میں کھڑی تھی' البتہ لائٹ پولز کی روشنی جہان پہ نہیں پڑ رہی تھی۔ وہ تاریکی میں تھا۔ وہ دانستہ طور پہ تاریکی میں ہی کھڑا ہوتا تھا۔

''ایک عورت سے اس کی کتاب دھوکے سے حاصل کرنے میں اچھا کیا ہے؟''

''وہ اس کتاب کو کسی کی عزت خراب کرنے کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ وہ اپنا ضمیر شیطان کو بیچ رہی ہے۔ تم اپنی کون گیم کے ذریعے اس آدمی کی عزت اور اپنی آزادی بچا سکتی ہو تو یہ اچھا کام ہوا نا۔''

وہ سوگوار سا مسکرائی۔ ''جب سے میں نے یہ سوچا ہے کہ میں اس کے ذریعے خود کو بچا سکتی ہوں' ویسے نہیں جیسے صوفیہ نے وعدہ کیا تھا بلکہ اپنے طریقے سے... تو میرا دل مطمئن ہو گیا ہے۔''

اس کی بات پہ وہ مسکرا دیا۔

"آخری فتویٰ انسان کو اپنے دل سے لینا ہوتا ہے' تالیہ۔ آپ کا دل آپ کو اچھی طرح جانتا ہے۔"

تالیہ نے پرسوچ نظروں سے اسے دیکھا۔ "تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟"

"کیونکہ میرے دوست نے مجھے تمہاری مدد کے لیے کہا تھا۔ دوستوں کے احسان اتارنے پڑتے ہیں۔"

"ہاں مگر کافی وقت ہے تمہارے پاس میرے لئے۔" اس کی آنکھوں میں شک سا ابھرا۔

"آج کل اتفاق سے میرے پاس وقت تھا اس لئے....." اس نے شانے اچکا دیے۔

"تم جاسوس ہو' ہے نا۔" اس نے اپنا شائبہ پھر سے دہرایا۔ "کیونکہ صرف جاسوسوں کے پاس Hibernation period کے دوران کافی وقت ہوتا ہے۔"

وہ کچھ کہنے لگا' لیکن پھر شانے اچکا دیے۔ "You got me۔ میں جاسوس ہی ہوں۔ بالآخر تمہیں معلوم ہو ہی گیا۔"

تالیہ ایک دم سیدھی ہوئی اور چند لمحے تعجب سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر گہری سانس لی۔

"یعنی تم جاسوس نہیں ہو۔ ورنہ اتنی آسانی سے اعتراف نہ کر لیتے۔" وہ جیسے بدمزہ ہوئی تھی۔ "تم یقیناً کوئی کون مین ہو۔ میری طرح کے اسکامر۔"

"تم اور تمہارے اندازے۔" اس نے سر جھٹکا۔ وہ دونوں عرشے کی ریلنگ کے ساتھ کھڑے تھے اور پیچھے خاموش دریا بہہ رہا تھا۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے؟ یقیناً جہان سکندر نہیں ہوگا ورنہ تم اتنی آسانی سے یہ نام استعمال نہ کرتے۔"

"بالکل۔"

"او تم سے شادی کی انگوٹھی گم ہو گئی ہے۔ تم بیوی سے ڈرتے ہو اس لیے تم نے نقلی انگوٹھی لے کر پہننی شروع کر دی ہے مگر نقلی انگوٹھی تم پہ تنگ ہے اور پسینے کے باعث اس کا اندر سے رنگ اترتا ہے۔ اس لیے تمہاری انگلی پہ نیلا سا دائرہ صورت نشان رہتا ہے۔ سنو... انگوٹھی کو گیلا نہ کیا کرو۔" مخلصانہ مشورہ دیا۔ جہان نے جواباً جیب سے ایک کی چین نکال کے دکھایا جس کے چھلے میں اس نے انگلی ڈال رکھی تھی۔

کی چین کا رنگ بھی اتر رہا تھا۔

"میری کوئی بیوی' کوئی فیملی نہیں ہے' تالیہ حانم۔ یہ میرا کی چین ہے۔" اس نے طنز سے جتایا۔ "اور تمہیں مجھ پہ نہیں' خود پہ فوکس کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی دوست سے بات کی؟"

"کرلوں گی۔واپس جا کے۔" تالیہ نے اپنے ہر اندازے کو غلط ثابت ہوتے دیکھ کے چہرہ پھیر لیا اور پانی کو دیکھنے لگی۔

آج چاند کے آگے بادل آگئے تھے اس لئے دریا اندھیر اندھیر سا تھا۔

"کچھ مصیبتیں انسان پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔حادثات' غیر متوقع حالات' بیماری' موت۔مگر اللہ فرماتا ہے کہ کچھ مصیبتیں ہم پہ ہماری وجہ سے ہی آتی ہیں۔"

وہ بولنے لگا تو تالیہ چہرہ موڑ کے اسے دیکھنے لگی۔تاریکی میں کھڑے پی کیپ والے آدمی کا چہرہ نیم اندھیر سا تھا مگر اس پہ ایک نرم سا تاثر تھا جو اسے وہاں کم ہی دکھائی دیتا تھا۔

"اور کچھ مصیبتیں دوسرے انسانوں پہ ہماری وجہ سے آتی ہیں۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"صرف یہی کہ ہماری زندگیوں میں قدرت کی طرف سے پہلے ہی بہت امتحان ہیں۔جن کا حل نکالنا ہمارے ہاتھوں سے باہر ہے اور ہم ان کے حل کے لئے دعا اور انتظار کرتے ہیں۔بیماریاں' صدمے' موت' بری قسمت...ایسے میں کیا ضروری ہے کہ ہم انسان اپنے رویوں کی وجہ سے بھی دوسروں کے لئے مشکلات پیدا کریں؟"

"کیا ساری پریشانیاں دوسروں کے رویوں کی وجہ سے ہی نہیں پیش آتیں؟"

"ساری نہیں۔اکثر۔اگر ہم کوشش کریں تو یہ کم ہو سکتے ہیں۔"

"اچھا کیسے؟" اس کا انداز چیلنجنگ تھا۔

"مجھے بتاؤ آج کے انسان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟"

"پیسہ کمانا' اپنے خواب پورا کرنا' یا ناکامی کا خوف... مجھے نہیں معلوم۔میں نے جو بھی کہنا ہے' تم نے اس کے الٹ ہی بتانا ہے۔"

"ٹینشن۔ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ٹینشن ہے۔وہ ٹینشن جو دوسرے انسان اپنی تلخ کلامی یا ناراضی کی وجہ سے ہمیں دے دیتے ہیں۔ہر روز ہمیں ارد گرد کسی کی طرف سے ٹینشن ملتی ہے۔ہم دوسروں کی کسی بات کو لے کر اپ سیٹ رہتے ہیں۔" وہ نرمی سے سمجھا رہا تھا۔

(یہ پھر مجھے فکس کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔) مگر اسے اس دفعہ برا نہیں لگا تھا۔

"اور اس ٹینشن کا الٹ ہے دل کا سکون۔جب کسی ناراض دوست یا فیملی ممبر سے صلح ہوتی ہے' تو کتنا سکون ملتا ہے دل کو ہے نا؟"

اس نے نہ چاہتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

”تم بھی ٹینشن میں ہو۔ تمہارے دوست بھی ٹینشن میں ہوں گے۔ اس کو ختم کرو۔ اور دل کا سکون ڈھونڈو۔ ہم سب کو یہی کرنا چاہیے۔ جو ہم سے ناراض ہیں یا جن سے ہم ناراض ہیں' ان کو منا کے' انہیں معاف کر کے ہمیں اس ٹینشن کو ختم کر دینا چاہیے اور زندگی کے اصل مقصد کی طرف فوکس کرنا چاہیے۔“

”اور اصل مقصد کیا ہے؟“

اس نے گہری سانس لی۔ ”اصل مقصد تو میرا' تمہارا' اس کروز پہ موجود ہر انسان کا ایک ہی ہے۔ اپنے اصل کی طرف لوٹنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس سچی اور نیک فطرت پہ تخلیق کیا تھا' اس کی طرف واپس جانا اور اپنے کام سے دوسروں کو نفع پہنچانا۔“

چند لمحے کے لیے عرشے پہ خاموشی چھا گئی۔ جہان کو لگا وہ اس کی بات پہ غور کر رہی ہے۔

”تم نے کہا کہ فیملی ممبرز سے صلح کر کے دل کو سکون ملتا ہے۔“ وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کے پوچھ رہی تھی۔

”بالکل ملتا ہے۔“ وہ حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بولا۔

”مگر تمہاری تو کوئی فیملی ہی نہیں ہے۔ پھر تمہیں کیسے پتہ؟“

ساری گفتگو کا فسوں ٹوٹ گیا۔ وہ بدمزہ ہو کے پیچھے ہوا۔

”الماس کو فون کرو۔ اس سے بات کر کے ہی معاملہ کچھ آگے بڑھے گا ورنہ تم سے بات کرنا تو بے کار ہے۔“ اور خفگی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

”میں تمہاری فیملی ڈھونڈ کے رہوں گی' یاد رکھنا۔“ وہ پیچھے سے جتا کے بولی تھی۔ اس نے بس مڑے بنا ہاتھ جھلایا اور آگے چلتا گیا۔

”الماس.... جنم.... کیسی ہو؟“ کچھ دیر بعد وہ دونوں تالیہ کے کمرے میں گول کھڑکی کے آگے صوفوں پہ بیٹھے تھے۔ وہ خاموشی سے سن رہا تھا اور تالیہ.... بڑے مزے سے پیر اوپر کیے بیٹھی' کانوں پہ ہیڈ فون چڑھائے مائیک میں کہہ رہی تھی۔

”میں ٹھیک ہوں زینپ۔ آپ سنائیں۔ آپ کو وہ چیپٹرز کیسے لگے جو میں نے بھیجے تھے؟“

”کیسے لگے؟ یہ بھی کوئی سوال ہے' جنم؟ میں تو خود کو کسی ایلس کی طرح محسوس کر رہی تھی جو نیلوفر حاتم کے ساتھ ایک ونڈر لینڈ میں داخل ہو جاتی ہے.... سیاستدانوں کا ونڈر لینڈ جو اپنے تمام تر کرشماتی حسن کے باوجود چھوٹے قد والے لوگوں کی دنیا ہے۔“ سیاہ لٹ کو انگلی پہ لپیٹتی وہ بڑے جذب سے کہہ رہی تھی۔

سامنے بیٹھے جہان نے ستائشی انداز میں ابرو اٹھائی۔ ''واہ...تم تو کافی authentic قسم کی liar ہو۔'' زیرِ لب بولا تھا۔

تالیہ نظر انداز کر کے فون پہ بولے گئی۔

''جو کچھ نیلوفر خانم نے برداشت کیا ہے' مجھ جیسی عورت تو نہ کر سکتی' الماس۔ تمہاری ماں بہت بہادر ہے اور اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ ترکی کی لڑکیاں اس کتاب کو پڑھ کے انسپائر ہو سکیں۔''

''مجھے خوشی ہے آپ کو مام کی کتاب اچھی لگی۔ کیا آپ نے پبلشرز سے بات کی؟'' الماس خوش ہو گئی تھی۔ تبھی میم کی جگہ مام بول گئی۔

''ہاں میں پریزینٹیشن تیار کر رہی ہوں اور جیسے ہی وہ تیار ہو گی' میں پبلشرز کو دکھاؤں گی۔ یہ بھی ایک فارمیلٹی ہے' ورنہ وہ تو ہاتھوں ہاتھ کتاب لینے کو تیار ہوں گے۔''

''گریٹ۔ تو اب ہم نے کانٹریکٹ کب سائن کرنا ہے۔'' الماس بے چین لگتی تھی۔ جہان زیرِ لب مسکرایا۔ ''گڈ۔ وہ Desperate ہو رہی ہے۔ تمہارے لیڈر سے اس کو امید ختم جو ہو گئی ہے۔''

''ہمیں جلد سے جلد کانٹریکٹ سائن کر لینا چاہیے الماس کیونکہ پھر ہم نے کتاب کو ترجمے کے لئے بھی دینا ہے' اور مارکیٹ میں لانا ہے۔ میں آپ کو کانٹریکٹ ای میل کر دیتی ہوں' آپ سائن کر کے مجھے فیڈ ایکس کر دیں اور مسودہ مجھے ای میل کر دیں تاکہ....''

''نہیں زینپ۔ یہ اتنی حساس کتاب ہے' نیلوفر میم یوں کانٹریکٹ سائن نہیں کر سکتیں۔ فیس ٹو فیس ملے بغیر کانٹریکٹ کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔''

تالیہ اور جہان نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر وہ جلدی سے سیدھا ہوا اور اشارتاً کہا۔

''انکار مت کرنا ورنہ اسے شک ہو جائے گا۔''

تالیہ نے جلدی سے سر ہلایا۔ ''آف کورس الماس۔ یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ ایسی باتیں ملاقات میں ہی طے کرنی چاہیے ہیں۔ ہمارے لیگل نمائندوں کو آپس میں ملنا چاہیے۔ میں اپنے لیگل نمائندے کو مصر بھیج دیتی ہوں' وہ آپ کے وکیل سے مل کے کاغذات سائن کروا لے گا۔ میں جانتی ہوں نیلوفر بہت بزی خاتون ہیں' اٹس او کے اگر وہ خود نہیں مل سکتیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ کا کوئی نمائندہ....''

وہ سوچ سوچ کے بول رہی تھی مگر الماس نے بات کاٹ دی۔

''چونکہ معاملہ بہت حساس ہے اس لئے نیلوفر میم خود ہی ملیں گی آپ کے نمائندے سے۔ اور خود ہی سارے معاملات طے

کریں گی۔ آپ مجھے بتائیں' آپ کا نمائندہ کب تک مصر آ سکتا ہے۔'' وہ بہت نپے تلے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

جہان نے بے اختیار ماتھے کو چھوا اور کندھے جھٹکے۔ ''اب؟''

''مجھے ایک منٹ دیں۔ میں اپنے باس سے پوچھ کے بتاتی ہوں۔'' تالیہ نے فون بند کیا اور اس کو سنجیدگی سے دیکھا۔

''کوئی ترک آدمی ہے جس کو ہم اپنا نمائندہ بنا کے اس کے پاس بھیج سکیں؟''

''نہیں اور نہ ہی میں یہ رسک لے سکتا ہوں۔'' اس نے دوٹوک انداز میں انکار کر دیا۔ ''مجھے بھی وہ دیکھ چکی ہے اس لئے میں بھی یہ رول پلے نہیں کر سکتا۔''

تالیہ نے جواب نہیں دیا۔ وہ ماتھے پہ بل ڈالے سوچنے لگی۔

''سوری تالیہ لیکن وہ تم سے ملے بغیر معاہدے کے لیے راضی نہیں ہوگی۔ نہ تم کسی کو اپنی جگہ بھیج سکتی ہو۔ تمہارا پلان فیل ہو رہا ہے۔''

تالیہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔ ''تالیہ کے پاس ہمیشہ پلان ہوتا ہے۔''

''کیا؟''

''وہ کون سی مووی تھی جو اس دن ہم نے دیکھی تھی؟''

''کون سی؟'' اس نے یاد کیا۔ ''کارڈشم نم؟ (میرا بھائی)۔'' وہ حیران ہوا۔

''ہاں وہی۔'' وہ مسکرائی اور کال ملا دی۔ الماس نے تیسری گھنٹی پہ فون اٹھایا۔

''آپ کی بات ہوئی اپنے باس سے؟''

''جی الماس جنم.... میری بات ہو گئی ہے۔ مولوت بے اس آئیڈیے سے اتفاق کرتے ہیں۔ ہمیں آپس میں مل بیٹھ کے اس امر کو طے کرنا چاہیے۔'' وہ مائیک میں کہہ رہی تھی اور سامنے بیٹھا جہان اچنبھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''گڈ۔ تو آپ کس کو بھیجیں گی اور کب تک؟'' الماس بے چین تھی۔

''میں اپنے ایک ایجنٹ کو دو چار روز میں بھیج سکتی ہوں' یہ اتنا مسئلہ نہیں ہے' ایجنٹ معاہدہ لے کر آ جائے گا اور آپ سے سائن کروا لے گا۔''

جہان نے قدرے برہمی سے اس کو دیکھا اور دبی دبی آواز میں گھر کا۔ ''تم کسی کو نہیں بھیج رہیں۔ یہاں کوئی کرائے کا ترک نہیں ملے گا اور تم پہ فراڈ کا کیس بن جائے گا۔''

مگر تالیہ مراد اس کو سنے بغیر مسکرا کے کہہ رہی تھی۔

''ایجنٹ کو آنے میں تین چار دن ہی لگیں گے لیکن....'' اس نے وقفہ دیا۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ''مجھے یاد آیا کہ آپ تین چار دن بعد کینیڈا جا رہی ہیں۔ ہے نا۔''

''جی تقریباً چھ دن بعد۔ ہم نے فلائیٹ میں ردوبدل کی ہے۔''

''تو آپ ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ کینیڈا سے پہلے ترکی آجائیں؟ میں آپ کو ائیر پورٹ سے پک کرلوں گی۔ آپ کی رہائش وغیرہ میرے ذمے ہوگی۔ آپ کو میں اپنی ایجنسی کا دورہ بھی کروادوں گی' آپ میرے باس اور پبلشرز سے بھی مل لیجئے گا اور اپنی کتاب کے متعلق ہمارا سارا پلان دیکھ کے ہی آپ سائن کیجیے گا۔ اس سارے کام میں دو سے تین دن لگیں گے۔ آئی ہوپ آپ یہ تین دن ہمارے لئے نکال لیں گی۔''

جہان بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ مسکرا رہی تھی۔ دوسری طرف الماس لمحے بھر کو خاموش رہی' پھر بولی تو اس کی آواز میں خوشی تھی۔

''یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں میم نیلوفر سے بات کرتی ہوں مگر آئی ایم شیور ان کو اعتراض نہیں ہوگا۔'' وہ خوشی چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

''الماس جنم.... سنو.... ایک بات اور۔'' وہ ذرا شرما کے بولی۔ ''اگر تمہیں برا نہ لگے تو۔ کیا تم نیلوفر خانم سے ایک بات اور پوچھ سکتی ہو؟''

''جی جی۔ بتائیں۔''

''آپ کو ترکی بلانے کے پیچھے میری ایک خود غرضانہ خواہش بھی موجود ہے۔ دراصل....'' وہ مسکرا کے جھینپ کے بولی۔ ''میری ایک بھانجی ہے۔ اس کا نام....'' سوالیہ نظروں سے اچنبھے سے خود کو دیکھتے جہان کو دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔ ''عائشے.... عائشے گل۔''

''اس کا نام ہے عائشے گل۔ اس کی دو برس پہلے طلاق ہو گئی تھی مگر اب بالآخر اس کو دوبارہ سے جینے کا حوصلہ ملا ہے اور اس کی شادی ہو رہی ہے۔ عائشے بھی تمہاری ماں کی طرح ایک بہت مضبوط لڑکی ہے۔ بہت بہادر۔ اور میں اس کتاب کی پہلی کاپی عائشے کو ہی دوں گی۔ اس کی شادی ترکی کے ایک دور افتادہ گاؤں میں ہو رہی ہے۔'' پھر سے سوالیہ نظروں سے جہان کو دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔ ''ازمیر.... ازمیر کے آگے....''

''ازمیر کے آگے ایک گاؤں ہے۔ ہم نے بائی روڈ اس کی شادی کے لئے وہاں جانا ہے۔ میں آپ دونوں کو اس شادی پہ انوائیٹ کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ کو برا نہ لگے تو آپ پلیز پورے ہفتے کے لئے ترکی آئیں اور اس شادی میں شرکت کریں۔

ہمارے گاؤں کے سادہ لوح لوگ آپ کو دیکھ کے بہت خوش ہوں گے۔"

"سوئیٹ زینب۔ میں ماما سے بات کروں گی۔" الماس جذباتی ہو کے پھر سے میم کہنا تک بھول گئی تھی۔ اللہ حافظ کہہ کے اس نے فون بند کیا تو وہ اسے گھورے جا رہا تھا۔

"تم کیا کر رہی ہو؟"

"وقت...... وقت لے رہی ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "پانچ دن تک اس کو ٹال رہی ہوں۔ مجھے اس سے یہ معاہدہ انہی پانچ دنوں میں سائن کروانا ہے۔"

"اور یہ اس ترک فلم والی شادی کی کہانی سنانے کا مقصد؟"

"مجھے نہیں معلوم تھا میں کیا بولے جا رہی ہوں۔ بس جو کہانی گھڑ سکی' گھڑ دی۔" بے بسی سے کندھے اچکائے۔ جہان نے ماتھے کو چھوا۔

"اُف لڑکی۔ تم اس کو ترکی بلا رہی ہو۔ یعنی اب تو وہ بالکل بھی معاہدہ پہلے سائن نہیں کرے گی۔"

"اسی لئے مجھے کچھ ایسا کرنا ہے جس سے وہ مجبور ہو جائے اور ترکی آنے سے پہلے ہی معاہدہ سائن کر کے مسودہ میرے حوالے کر دے۔"

"مگر کیا؟" وہ حیران بھی تھا اور قدرے پریشان بھی۔ تالیہ مراد نے کندھے اچکائے اور شال کندھوں پہ لپیٹے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "وہ میں نے ابھی نہیں سوچا۔"

"تو جا کہاں رہی ہو؟"

وہ جو دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی' رکی اور پلٹ کے اسے دیکھ کے مسکرائی۔

"بہت ساری چاکلیٹ کھانے کیونکہ تالیہ کا دماغ اور دل چاکلیٹ کے ساتھ زیادہ اچھے سے کام کرتے ہیں۔ تم کھاؤ گے؟"

"نو تھینکس۔" وہ رکھائی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے جیسے اس لڑکی کے انداز پہ غصہ آ رہا تھا۔

☆☆========☆☆

یہ کروز شپ کا ایک نسبتاً نیم تاریک ریستوران تھا جو مرکزی ڈائننگ ہال سے الگ بنا تھا اور یہاں ممنوعہ مشروبات کی فراہمی جاری تھی۔ الکوحل ویسے تو ممنوع تھی مگر منسٹری آف ٹورزم کے اپروو شدہ چند ہوٹلز میں سرو کی جاتی تھی۔ چونکہ یہ شجرِ ممنوعہ پہ مشتمل ریستوران تھا' اس لئے اس میں بتیاں مدھم اور خوابناک رکھی گئی تھیں۔

ایسے میں کھڑکی کے ساتھ ایک کرسی پہ بیٹھی تالیہ اپنی پلیٹ کو دیکھ رہی تھی۔ پلیٹ پہ فاتحانہ انداز میں اپنے پورے قد سے کھڑا مولٹن چاکلیٹ کا لاوا کیک مسکرا رہا تھا۔ تالیہ مراد جیسے کیلوریز گن گن کے کھانے والے لوگوں کے لئے اصل شجرِ ممنوعہ اس لاوا کیک جیسی اشیاء ہوتی تھیں۔ چاکلیٹ سے بنی میٹھی اشیاء جو حرام کا درجہ رکھتی تھیں' اسی لئے ان کو چکھنے کی خواہش اور تڑپ بے مثال تھی۔ اب بھی وہ چمچ پکڑے' اس کیک کو دیکھے جا رہی تھی۔

کیا ابھی بھی وقت ہے کہ رک جاؤں؟ یا کر گزروں؟

فون کی ٹون بجی تو وہ چونکی۔

ایڈم کالنگ۔

یہ اس کا پرانا فون تھا جو اس نے آج ہی وائی فائی سے کنیکٹ کیا تھا۔ واٹس ایپ پہ اس کو تھوڑی دیر پہلے آن لائن دیکھ کے اس کا اسٹیٹس شاید روز چیک کرنے والا ایڈم کال کر رہا تھا۔

تالیہ نے دھیرے سے چمچ رکھا اور فون کو بجنے دیا۔ تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔ سیاہ بالوں کو مانگ نکال کے چھوٹی پونی میں باندھے اکیلی بیٹھی لڑکی خفا نظر آتی تھی۔

ایڈم کے ساتھ بہت کچھ یاد آیا تھا۔

خزانے کی تلاش کا سفر.... اور وہ چاکلیٹ کیک جو وہ سن باؤ کے گھر کے قریبی ریستوارن میں ان چھوا چھوڑ کے قدیم ملاکہ میں چلی گئی تھی....

.پھر قدیم ملاکہ کا جنگل... اور جنگل میں چکھے کوکو پھل میں چاکلیٹ کا ذائقہ.....

واپس آ کے فاتح کی طرف سے ایڈم کے ذریعے بھیجے گئے چاکلیٹ.....

وان فاتح کو پی این کا صدر بنانے کے لئے جدوجہد کرنا.... فاتح کا اس کے گھر کوکو پھل دکھنا....

تالیہ کا مصر چلے آنا..... اور سامنے رکھا گرم گرم چاکلیٹ لاوا کیک....

چاکلیٹ ہر جگہ تھی۔

شجرِ ممنوعہ..... اس کی بھوک.... تڑپ.... اور اس کو چکھنے کے بعد گلٹ کا احساس.....

کال مسلسل آ رہی تھی۔ تالیہ نے بٹن دبایا اور فون کان سے لگایا۔

''ہیلو ایڈم۔'' اس کا انداز سخت اور سنجیدہ تھا۔

''جے تالیہ؟'' ایڈم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ جیسے اسے خود بھی تالیہ کے کال اٹھانے پہ یقین نہ آیا ہو۔

''کس لئے فون کیا؟''

''آپ کہاں ہیں؟''

''دو ہفتے بعد تم پوچھ رہے ہو کہ میں کہاں ہوں؟'' وہ سارا غصہ جو اسے لگتا تھا وہ اندر دبا چکی ہے' وہ ابل ابل کے باہر آنے لگا۔

''ظاہر ہے میں آپ سے ہی پوچھوں گا۔ کوئی اور تو بتانے کو تیار ہی نہیں ہے۔ آپ کیسی ہیں؟''

''اگر تمہیں پرواہ ہوتی کہ میں کیسی ہوں تو تم دو ہفتے پہلے میرا حال پوچھتے' آج نہیں۔''

''میں نے آپ کو اتنی میلز کیں' اتنے میسیجز کیے....'' وہ اس کے انداز پہ پریشان ہو چلا تھا۔

''اگر میری جگہ تم مسنگ ہوتے تو کیا تالیہ صرف ای میلز یا میسیجز کرتی' ایڈم؟'' وہ دکھ سے بولی تھی۔ ''نہیں۔ تالیہ تمہاری تلاش میں شہر کا ہر کونہ چھان مارتی مگر تالیہ اپنی کتاب کی تکمیل کے لئے ملاکہ نہ چلی جاتی۔''

''بے تالیہ.... میں....'' وہ جیسے کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

''میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ تم سے کیا' کسی سے بھی نہیں۔'' وہ دانت پہ دانت جمائے درشتی سے کہہ رہی تھی۔ ''تم لوگوں نے میرا دل توڑا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے اس وقت چھوڑ دیا جب مجھے تمہاری ضرورت تھی۔ میرے لئے کوئی نہیں آیا' ایڈم۔ کوئی بھی نہیں۔''

''وان فاتح نے کہا تھا کہ آپ حکومتی افسران کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ کو ہم سے ملنے نہیں دے سکتے تھے اور....''

''اور تم نے کوشش بھی نہیں کی؟ تمہیں کیا لگا تھا وہ مجھے کسی گیسٹ ہاؤس میں مہمان کی طرح ٹھہرائے ہوئے ہوں گے؟ کیا تمہیں احساس نہیں ہوا کہ وہ مجھے کسی قیدی کی طرح قید خانے میں ڈالے ہوئے ہوں گے؟''

''قید خانہ؟ بے تالیہ.... میں واقعی حیران ہوں۔ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے یہ سنا تھا کہ آپ بے شک ان کی تحویل میں ہیں مگر خیریت سے ہیں اور پھر پتہ چلا کہ آپ ان سے ڈیل کر کے باہر چلی گئی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ.....''

مگر وہ اس کی بات نہیں سن رہی تھی۔ ''مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ کسی نے تمہیں کیا کہا۔ تم نے ''خود'' کچھ نہیں کیا میرے لئے۔ تالیہ غائب تھی' تالیہ کی خبر تک نہیں آ رہی تھی اور تم سب نے گمان کر لیا کہ تالیہ بالکل ٹھیک ہے؟ مزے میں ہے؟ کسی نے میرے لئے انگلی تک نہیں اٹھائی۔'' وہ درد سے بول رہی تھی۔ اس کو اس بات کا کتنا قلق تھا' اسے خود بھی ابھی معلوم ہو رہا تھا۔

''خبر تو صرف میرے لئے نہیں آئی تھی' بے تالیہ۔ وان فاتح کے لئے تو آپ کی طرف سے ساری خبریں موصول ہو رہی

تھیں۔آپ کے پاس ان کو چاکلیٹ کیکس بھیجنے کا وقت تھا تو مجھے کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ آپ قید ہیں؟ میں سمجھا تھا کہ آپ خود ہم سے رابطہ نہیں کرنا چاہتیں اور.....''

''ویٹ.....ویٹ.....کون سے چاکلیٹ کیکس؟'' اسے لگا اس نے غلط سنا ہے۔

''چھوڑیں چاکلیٹ کیکس کو۔آپ کسی کو جو بھی بھیجیں' مجھے اس سے غرض ہونی چاہیے نہ مجھے کسی کو کمپیئر کرنا چاہیے۔میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کی امیدوں پہ پورا نہیں اتر سکا۔میری جگہ آپ ہوتیں تو آپ مجھے ڈھونڈ نکالتیں کیونکہ آپ تالیہ مراد ہیں۔مگر میری صلاحیتیں آپ جیسی نہیں ہیں۔''

''نہیں تم نے چاکلیٹ کیک کے بارے میں کیا کہا؟'' اس کی سوئی وہیں اٹک گئی تھی۔

کیا اپنے سامنے رکھے کیک کی خوشبو اس کو غلط سننے پہ مجبور کر رہی تھی یا......؟

''نہیں کہنا چاہیے تھا۔مگر کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟ یا جب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو کیا ہم بات کر لیں؟ کیونکہ اگر مجھے اپنی کتاب کو آپ پہ فوقیت دینی ہوتی تو وان فاتح کے بارے میں جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں' ان کو شائع کر چکا ہوتا۔آپ کے دل کی پرواہ کیے بغیر۔مگر مجھے آپ کی فکر تھی۔آپ کو شاید میری نہ ہو۔پہلے آپ قید میں تھیں' ٹھیک ہے مگر اب نہیں ہیں۔آپ بھی کال کر سکتی تھیں۔اور شاید دوسرے دوستوں کو آپ کر بھی لیتی ہوں۔صرف ایڈم ہے جو ہمیشہ آپ کی بے اعتنائی کا شکار رہتا ہے۔یا شاید اب آپ کے نئے دوست بن چکے ہوں۔'' وہ تلخی سے کہہ رہا تھا۔

''میں تمہاری سیلف پٹی والی باتیں نہیں سننا چاہتی۔اور ہاں...میں بالکل ٹھیک ہوں' خوش ہوں' مزے میں ہوں۔اور مجھے کسی دوست کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہاں پہ میرے پاس ایک زیادہ اچھا دوست ہے جو آنربیل بھی ہے اور خیال رکھنے والا بھی' اور وہ میرا ساتھ چھوڑ کے بھاگ نہیں جاتا' میرے لئے کوشش کرتا ہے' اور بدلے میں کچھ مانگے بغیر میرے مسئلوں کو فکس کرنے کی کوشش کرتا ہے۔'' یہ کہہ کے اس نے کھٹاک سے فون رکھ دیا۔چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا اور لب بھینچ رکھے تھے۔غصہ' دکھ' بے بسی' سارے احساسات ایک ساتھ اندر ابل ابل رہے تھے۔

''آنربیل' کیئرنگ' مسئلوں کو فکس کرنے والا.....I am flattered''

آواز پہ وہ ایک جھٹکے سے مڑی تھی۔وہ بنا آہٹ کے کب ادھر آ کے کھڑا ہوا تھا' تالیہ کو احساس بھی نہیں ہوا اور اس کے الفاظ.....اس نے نیپکین مٹھی میں زور سے بھینچا۔

''کسی کی باتیں چھپ کے سننا انتہائی غیر اخلاقی حرکت ہے۔'' اس کا چہرہ خفت سے مزید گلابی پڑنے لگا۔تیزی سے وہ نیپکین گود میں بچھانے لگی۔

وہ مسکراتے ہوئے سامنے والی کرسی پہ آ کے بیٹھا اور دوسرا نیپکین کھولا۔

''چھپ کے؟ میں تو درجنوں لوگوں کے سامنے یہاں آیا ہوں۔خود ہی تو چاکلیٹ کے لئے انوائیٹ کیا تھا تم نے۔'' وہ کافی محظوظ نظر آتا تھا۔

''اور تم نے انکار کر دیا تھا۔'' اس نے بس اسے گھورا اور پلیٹ اپنی طرف کھسکالی۔

(اس آدمی کے جوتوں کی آواز کیوں نہیں آتی تھی؟)

''میں نے ارادہ بدل لیا کیونکہ تم خود ہی تو کہتی ہو' چاکلیٹ سے دماغ کام کرتا ہے۔ کین آئی؟'' مسکرا کے پوچھتے ہوئے جہان نے چمچ آگے بڑھایا اور اس سے پہلے کہ وہ روکتی' اس نے گول سے کیک میں چمچ گھسا دیا تھا۔

شاید اس کو توقع تھی کہ وہ اپنے چمچ میں کیک بھر لے گا.... اور صرف ایک کونے کو مجروح کرے گا۔

مگر وہ لاوا کیک تھا۔

ادھر جہان کے چمچ نے باریک دیوار میں دراڑ ڈالی.... ادھر کیک کی گول چاردیواری اور چھت دھڑام سے نیچے آ گری۔

اندر سے پگھلا ہوا چاکلیٹ لاوے کی صورت بہہ کے نکلنے لگا۔

''!Oops'' اس نے چاکلیٹ میں لتھڑا چمچ بے اختیار پیچھے کیا۔ مسکراہٹ غائب ہوئی اور فوراً سے نظریں اٹھا کے تالیہ کو دیکھا جس کا منہ اپنے کیک کے اس زوال پہ صدمے سے کھل گیا تھا۔

''سوری' یہ لاوا کیک تھا؟ دیکھنے سے تو نہیں لگ رہا تھا۔''

بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا دیے مگر وہ سرخ چہرے اور ماتھے پہ بل لئے اسے گھور رہی تھی۔

''تم نے میرا کیک توڑ دیا ہے؟'' اس کو صدمہ جانے کس بات کا زیادہ تھا۔

''کہہ رہا ہوں نا' سوری! تم خود چمچ مارتیں' تب بھی اسے ٹوٹنا ہی تھا۔'' اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

''یہ میرا کیک تھا۔'' وہ دانت پیس کے غرائی۔ ''میں نے اسے خود توڑنا تھا۔ تم کسی لڑکی کا کیک اس کی مرضی کے بغیر کیسے توڑ سکتے ہو؟''

''ایک تو پتہ نہیں لڑکیاں اپنا کیک ٹوٹنے کو انا کا مسئلہ کیوں بناتی ہیں۔'' اس نے افسوس سے سر جھٹکا اور پھر کھنکھارا۔ ''وہ ابھی تم کیا کہہ رہی تھیں؟ آنربیل' کیئرنگ اور تیسرا لفظ کیا تھا؟''

''ویری فنی۔'' اس نے پلیٹ مزید قریب کی اور بہتے چاکلیٹ سے چمچ بھرا۔ ''میں صرف اپنے دوست کو تکلیف دینے کے لئے کہہ رہی تھی۔'' اور تیزی سے چمچ بھر بھر کے منہ میں رکھنے لگی۔

''شرمندہ مت ہو۔ مجھے راز رکھنے آتے ہیں۔'' پی کیپ کو مزید جھکا تا وہ مسکرا کے اٹھ گیا۔

''تمہاری یہ عادت بہت بری ہے جہان ب۔'' تالیہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''کیک توڑنے والی؟ مجھے پتہ ہے۔''

''نہیں۔ بنا آہٹ کے کسی کے پیچھے کھڑے ہو جانے والی۔'' وہ جل کے بولی تھی۔

''واٹ ایور۔ بہر حال مجھے خوشی ہے تم نے پیچھے رہ جانے والوں سے رابطہ استوار کرنے کی کوشش کی۔ صلح کرنے والے کا غم ناراض رہنے والے سے کم ہی ہوتا ہے۔ تم اس فیصلے پہ کبھی نہیں پچھتاؤ گی۔''

وہ ہونہہ میں سر جھٹک کے تیز تیز کھانے لگی۔ گرم گرم مائع اس کے اندر جا کے اسے عجیب سے احساس سے روشناس کروا رہا تھا.....

دنیا میں چاکلیٹ اور محبت جیسی دوسری کوئی ممنوعہ شے اتنی لذیذ نہیں ہوتی شاید۔

☆☆=========☆☆

رات مزید گہری ہو رہی تھی۔ تالیہ کے کمرے کی گول کھڑکی سے باہر کا منظر واضح دکھائی دیتا تھا۔ پانی پہ چار پانچ کروز شپس اور چھوٹی کشتیاں ان کے ساتھ ساتھ تیرتی دکھائی دیتی تھیں۔ شپ ایک درمیانی اسٹاپ پہ پہنچنے کو تھا اور یہاں اس کو رکنا تھا۔ یہ esna کا مندر تھا اور شپ کے مسافروں نے اتر کے اس کا دورہ کرنا تھا۔

ایسے اسٹاپس پہ وہ عموماً شپ کے اندر ہی رہتی تھی' مگر پانی کی یہ قید بھی اب طبیعت کو اکتاہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔

بندرگاہ ابھی دور تھی۔ منروا کروز دوسری کشتیوں کی ہمراہی میں دھیرے دھیرے اس جانب بڑھ رہی تھی اور تالیہ صوفے پہ پیر اوپر کیے بیٹھی کھڑکی سے باہر تیرتی روشن کشتیوں کو دیکھ رہی تھی جب دروازہ کھٹکا۔

''آ جاؤ۔'' اس نے باہر دیکھتے ہوئے قدرے نروٹھے پن سے کہا تھا۔

وہ بنا آہٹ کے اندر داخل ہوا۔ پھر دروازہ بند کر کے اس کے صوفے کے سامنے آیا اور کھنکھارا۔

''اچانک کیوں بلایا؟ خیریت؟''

تالیہ نے چہرہ موڑ کے اتنی خفا نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی پی کیپ غائب تھی' اور گہرے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ جیکٹ بدستور پہنی تھی اور ہاتھ جیبوں میں ڈالے تھے۔

''میں نیلوفر کے ساتھ کھیلے جانے والے کون گیم کو مزید وسیع کرنے جا رہی ہوں۔'' تالیہ نے پیر نیچے کیے اور ہیڈ فون اٹھا کے کانوں پہ پہنا' پھر لیپ ٹاپ اسکرین کو روشن کیا اور چند کیز دبائیں۔

''وہ کیسے؟'' وہ پرسوچ نظروں سے اسے دیکھتا سامنے آ کے بیٹھا اور دوسرا ہیڈ فون اپنے سر پہ پہنا۔

''اس چیز کے ذریعے جو ہر انسان کی کمزوری ہوتے ہیں۔ اس کے خواب۔'' وہ مسکرائی۔ ''میں تیلو فر کو ایک نیا خواب دکھانے جا رہی ہوں۔''

''اس کا خواب ترکی اور کینیڈا میں پبلش ہونا ہے جو زینب پہلے ہی پورا کر رہی ہے۔''

''ہاں لیکن اگر اسے کسی تیسرے ملک میں بھی پبلش ہونے کا خواب دکھایا جائے تو؟'' وہ چیلنجنگ انداز میں پوچھ رہی تھی۔ ''ایشیاء کا ایک ایسا ملک میں جہاں کا میڈیا سنسنی بھری کتابوں کو اچھالنے میں ماہر ہے اور چونکہ وہ ملک غربت اور کرپشن کا شکار ہے اس لئے وہاں قوانین کمزور ہیں اور اس ملک کے پبلشرز کو قانونی مقدمات کا ڈر نہیں ہے۔''

''یہ تم میرے ملک کے بارے میں کہہ رہی ہو؟'' اس نے برہمی سے بھنویں کھینچیں۔

''میں انڈیا کی بات کر رہی ہوں۔''

جہان کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔ ''او ہ شیور شیور۔'' اور وہ پیچھے کو ہو کے بیٹھ گیا جیسے تالیہ کو جو چاہے کرنے کی اجازت دے رہا ہو۔

''ہیلو؟'' الماس کی آواز اسپیکرز پہ ابھری تو تالیہ جہان کو دیکھتے ہوئے مسکرا کے بولی۔

''الماس خانم.... سو تو نہیں رہی تھیں؟ میرے پاس تمہارے لیے دو خبریں ہیں۔''

''نہیں نہیں زینب.... تو پرابلم۔ آپ بتائیں۔'' وہ نہ صرف متوجہ تھی۔ بلکہ اسے زینب کی آواز سن کے خوشی بھی محسوس ہوئی تھی۔

''میں نے ایک ترک مترجم سے بات کی ہے۔ آپ ترکی آ کے مسودہ ہمیں دیں گی تو ہم وہ اس کے حوالے کریں گے تاکہ وہ ترجمہ اسٹارٹ کر دے۔ وہ تین ہفتے میں اس کا ترجمہ کر دے گی اور چوتھے ہفتے ہم چھپائی کا کام شروع کر دیں گے۔'' کہتے ہوئے تالیہ نے ایک خاموش نظر اٹھا کے جہان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''او کے ٹھیک۔ اور دوسری بات۔''

''دوسرا یہ کہ پینگوئن رینڈم ہاؤس انڈیا کا ایک سب ایڈیٹر دو دن بعد استنبول آ رہا ہے۔ وہ ہمارا بہت اچھا دوست ہے اور ہمارے ساتھ کافی پراجیکٹس کر چکا ہے۔ وہ آپ کی کتاب کے ہندی ترجمے میں انٹرسٹڈ ہے۔''

''اوہ یہ تو دلچسپ خبر ہے۔ مجھے کچھ اس کے بارے میں بتائیں۔''

''میں اس کو آپ کا نمبر دے دوں گی۔ آپ دونوں آپس میں کانٹیکٹ کر لیجیے گا۔ وہ کافی پروفیشنل ہے اور سب سے اچھی

بات یہ ہے کہ وہ بھی ہماری طرح تین ہفتوں میں (پھر سے جہان کو دیکھا) ترجمے کا کام مکمل کر کے چوتھے ہفتے میں چھپائی شروع کر دے گا۔ ایک ماہ بعد آپ کی کتاب منظرِ عام پہ آجائے گی۔" اس نے تیسری دفعہ جہان کو دیکھا تو وہ غور سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ تالیہ نے نظریں چرالیں۔

"زبردست۔ پلیز آپ مجھے ان سے ان ٹچ کروادیں۔"

"اوہ ہاں چونکہ وہ انڈین ہیں تو وہاں defamation کے قوانین اتنے سخت نہیں ہیں۔ اس لئے پبلشر آپ کے content پہ اعتراض نہیں کرے گا۔ آپ کسی کے خلاف کچھ بھی لکھ کے چھپوا سکتی ہیں۔"

فون بند کر کے ہیڈفون اتارے تو دیکھا وہ اسے سوچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تالیہ نے موبائل پہ اسٹاپ واچ لگائی اور اسے میز پہ دونوں کے درمیان رکھ دیا۔ سیکنڈ زیانی کی دھار کی صورت تیزی سے اسکرین پہ گرنے لگے۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"تم کال کے دوران مجھے بار بار ایسی looks کیوں دے رہی تھیں؟"

"میں نے کچھ کہا ہے کیا؟" شہزادی بے نیاز تھی۔

"نہیں مگر جب انسان کوئی کام ایک سے زیادہ دفعہ دہرائے تو وہ اتفاق نہیں ہوتا۔" وہ آگے کو جھکے غور سے اس کے تاثرات پڑھ رہا تھا۔ تالیہ نے بے اختیار مسکراہٹ لبوں پہ روکی۔

"جو میں نے الماس سے کہا تمہیں اس میں کچھ بھی حیران کن نہیں لگا؟"

"مثلاً کیا؟"

تالیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "تم کسی رائٹر کے دوست نہیں ہو اس لئے نہیں جانتے کہ کوئی انٹرنیشنل پبلشر کبھی بھی نیلوفر کی کتاب چار ہفتے میں نہیں چھاپ سکتا۔"

"پرنٹنگ میں اتنی دیر تو نہیں لگتی۔"

"ایڈم کی وجہ سے مجھے ان باتوں کا اندازہ ہے۔ الماس نے کسی حقیقی پبلشر کے ساتھ کام کیا ہوتا تو اسے بھی معلوم ہوتا کہ پبلشرز چھپائی میں پورا سال لگاتے ہیں۔"

میز پہ چلتی اسٹاپ واچ ریت کے ذروں کی طرح وقت کو گرائے جا رہی تھی۔

"اوہ۔ تبھی اس نے کہا تھا کہ جتنے پبلشرز نے اس کو آفر کی ان کو کتاب کے مواد پہ اعتراض تھا اور الماس کو ان کی ٹائم لائن پہ۔" اسے یاد آیا۔

''بالکل۔نیلوفر کتاب کو ایک ماہ کے اندر لانچ کرنا چاہتی ہے۔روایتی پبلشرز سال لگا دیتے ہیں اس لئے اس کے لئے یہ تصور خوش آئند ہے کہ دو بین الاقوامی پبلشرز اس کی کتاب ایک ماہ کے اندر لے آئیں۔''

''پہلے تم اکیلی تھیں۔اب تمہارے ساتھ انڈین پبلشر بھی ہے یعنی تمہیں ناراض کرنے کا مطلب دو پبلشرز کو کھونا ہے۔تم نے اس کے لئے stakes بڑھا دیے ہیں۔گڈ۔''

''واہ۔تم میری تعریف کر رہے ہو؟''

''تم نے بھی تو کی تھی۔آنریبل' کیئرنگ' مسئلے فکس کرنے والا۔'' سادگی سے مسکرا کے جتایا گیا۔

الفاظ تھے کہ کڑوا مائع جو تالیہ کے اندر تک اتر گیا۔اس کے ماتھے پہ بل آ گئے اور منہ بن گیا۔

''You Wish!'' اور ہونہہ میں سر جھٹکا۔پھر موبائل اٹھا کے اسٹاپ واچ دیکھی۔''پندرہ منٹ مزید۔''

یہ اسے خاموش رہنے کا اشارہ تھا۔وہ کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔جہاں جہاز بندرگاہ تک پہنچ چکا تھا۔

رات کے اندھیرے میں بندرگاہ کی بتیاں تو جل ہی رہی تھیں' مگر دور....سامنے....دریا کے ایک کنارے ایک تاریخی مندر کی عمارت کھڑی تھی۔اس کے اندر باہر زرد قمقمے جگمگا رہے تھے۔تاریک رات میں یہ جگمگاتا قدیم مندر ایک دم سارے منظر کو سحر انگیز کر گیا تھا۔

''کل ہم باہر جائیں گے اور اس مندر کی تصاویر لیں گے۔'' وہ باہر دیکھ کے سوچتے ہوئے بولا۔

تالیہ نے اس کی بات نظر انداز کی۔(اس کا باہر جانے کو قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا۔) اور ہیڈ فون پھر سے چڑھا لیے۔کال ملتے ہی وہ ایک دم چہرے پہ سوگوار تاثرات لے آئی اور بولی تو آواز ہلکی تھی۔

''الماس جنم....معذرت مگر میرے پاس دو بری خبریں ہیں۔''

جہان بے اختیار کمر سیدھی کر کے بیٹھا اور دونوں ابرو اٹھا کے اسے دیکھا۔وہ اداسی سے کہے جا رہی تھی۔''پہلی تو انڈین پبلشر کے بارے میں ہے۔بہت معذرت کہ میں نے اس کا ذکر اکسائٹمنٹ میں کر دیا مگر اس کی پوری بات نہیں سنی تھی۔''

''اوہ۔تو وہ کتاب نہیں چھاپنا چاہتا؟'' الماس بجھ گئی تھی مگر ظاہر نہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''ظاہر ہے کہ وہ چھاپنا چاہتا ہے مگر میں سمجھی کہ وہ ہندی ترجمہ چھاپنا چاہتا ہے۔یو نو ہماری ایجنسی بنیادی طور پہ بین الاقوامی متراجم کے ساتھ ڈیل کرتی ہے۔مگر....'' اس نے سرد آہ اندر کھینچی۔سامنے بیٹھا جہان اب مسکرا رہا تھا۔اس کی مسکراہٹ کبھی کبھی دیکھنے کو ملتی تھی مگر اس سے ظاہر تھا کہ وہ اس کا اگلا فقرہ سمجھ گیا ہے اور یہ کھیل اسے محظوظ کر رہا ہے۔

''مگر؟'' الماس کا سانس رک گیا۔

”مگر مسئلہ یہ ہے کہ وہ انگریزی ورژن ہی چھاپنا چاہتا ہے۔ اور یہ جینل۔ مگر وہ تو آپ لوگ ماشاءاللہ خود ہی چھاپ رہے ہیں تو میں نے اس کو یہ کہہ کے انکار کر دیا کہ ان کے پاس انگریزی کے لئے پہلے ہی پبلشر موجود ہے۔“

دوسری جانب چند لمحے کی خاموشی چھا گئی۔ جہان اسی طرح مسکرا کے اسے دیکھے گیا۔ انگلیوں پہ وہ سیکنڈز کا کاؤنٹ ڈاؤن کر رہا تھا۔ تین..... دو..... ایک.....

اور ایک پہ الماس بدقت بولنے کے قابل ہوئی۔ ”زینپ..... آر یو شیور وہ انگریزی ہی چھاپنا چاہتا ہے؟ اور وہ تین ہفتوں میں کتاب لے آئے گا؟“ وہ بمشکل اپنی آواز سے خوشی چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

”جی کیونکہ انڈیا میں انگریزی کی کتابوں کی ریڈرشپ بہت اچھی ہے۔ مگر میں نے انکار کر دیا کیونکہ ظاہر ہے آپ.....“

”نہیں..... زینپ..... میرا مطلب ہے کہ یہ تو اچھی بات ہے اگر وہ انگریزی چھاپنا چاہے۔ ہمارے خود سے پبلش کرنے اور ایک نامور پبلشر کے پبلش کرنے میں بہت فرق ہوگا۔“

”الماس جنم..... میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دوں گی۔ آپ انڈیا میں صرف ہندی ترجمہ چھپوائیں کیونکہ انگریزی ورژن انڈین پبلشر کو دینے کا مطلب ہے کہ پھر کوئی امریکی یا برٹش پبلشر آپ سے وہ کتاب نہیں لے گا۔“

”وہ کیوں؟“

”کیونکہ برٹش اور امریکی پبلشرز اپنی کتابوں کا ایک بڑا حصہ انڈیا بھیجتے ہیں۔ اور انڈیا اپنی کتابوں کو دوسرے ممالک میں اتنا پھیلا دیتا ہے کہ برطانیہ یا امریکہ کے پبلشرز اس کتاب کو نہیں لیتے.....“

”اس کا تو مطلب ہے کہ انڈین پبلشرز کا نیٹ ورک بہت وسیع ہے اور اگر وہ ہماری کتاب کو دوسرے براعظموں تک پھیلا سکتا ہے تو ہمیں پھر امریکی یا برٹش پبلشر کیوں چاہیے ہوگا؟“ الماس دبے دبے جوش سے کہہ رہی تھی۔

”ہاں یہ تو ہے مگر میری پروفیشنل رائے میں.....“

”نہیں زینپ..... آپ اس سب ایڈیٹر سے میٹنگ سیٹ کریں۔ ہم استنبول آ کے اس سے مل لیں گے۔ ہمارے لئے انڈیا میں کتاب چھپوانا زیادہ فائدہ مند ہے۔ اور ہاں دوسری بری خبر کیا تھی؟“

تالیہ نے گہری سانس لی اور اسی سوگواریت سے بولی۔ ”جس مترجم کو میں ہائر کرنا چاہتی ہوں اس کے پاس صرف اگلے بارہ ورکنگ ڈے فارغ ہیں۔ پھر وہ امریکہ جا رہی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ہم پرسوں سے کام شروع کر دیں۔ مگر آپ کے آنے میں ابھی پانچ روز ہیں۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ اگر ترجمہ پانچ دن بعد شروع ہو تو سات دن میں وہ کیسے ختم ہوگا۔“

”کیا وہ سات دن میں نہیں مکمل کر سکتی؟“

''امپاسبل۔ یہاں فی گھنٹہ کے اعتبار سے کام ہوتا ہے اور کوالٹی کو برقرار رکھنے کے لئے وہ اس سے زیادہ جلدی نہیں کر سکے گی۔ مگر آپ کل ہی کل استنبول بھی نہیں آسکتیں۔''

''میں.....اس بارے میں میڈم نیلوفر سے بات کروں گی۔ آپ انڈین پبلشرز سے بات کر لیجیے گا۔'' اس کا دماغ ابھی تک وہیں تھا۔

''شیور۔ میں بھی ترجمے کا کوئی حل نکالتی ہوں۔''

فون بند کر کے وہ مسکرا کے اسے دیکھ کے بولی۔ ''جانتے ہو بہترین Con کیا ہوتا ہے؟ وہ جس میں ٹارگٹ کو لگے کہ سارا آئیڈیا اس کا اپنا ہی تھا۔''

وہ مسکرا کے کھڑا ہوا اور کھڑکی کے پار دیکھا جہاں دور جگمگاتا ہوا مندر دکھائی دے رہا تھا۔

''کل ہم باہر جائیں گے اور اس مندر کی تصاویر لیں گے۔ اب تم مصر آئی ہو اور تمہیں میں اپنا شہر نہ دکھاؤں تو یہ آنریبل اور کیئرنگ رویہ نہیں ہوگا۔''

اب کی دفعہ تالیہ نے برا نہیں منایا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا تو وہ سوچتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اس نے مندر جانے والی بات دو دفعہ دہرائی تھی۔

☆☆=========☆☆

صبح کی روشنی میں مندر کی بتیاں مدھم پڑ گئی تھیں۔ اس کے کھنڈراتی ستون زرد اور میلے سے لگتے تھے۔ سیاحوں کی ایک بڑی تعداد مندر کے احاطے میں بکھری تھی۔ زیادہ تر سیاح مختلف کروز شپس پہ آئے تھے۔ مگر کچھ ایسے بھی تھے جو براستہ سڑک یہاں پہنچے تھے۔ لوگ تصاویر اتارتے... ویڈیو لاگز بناتے... گائیڈز کا رٹا رٹایا بیانیہ سنتے ہوئے گروپ کی صورت مندر کے اندر جا رہے تھے اور شاید صرف ایک وہی تھی جو اس بلند قامت عمارت کے باہر بور سی کھڑی تھی۔

اس نے سیاہ اسکرٹ کے اوپر شطرنج کی بساط جیسا چیک والا سیاہ سفید کوٹ پہن رکھا تھا۔ سفید ہیٹ کھلے بالوں پہ جما تھا اور ماتھے پہ بل تھے۔ گردن اونچی اٹھائے وہ ناقدانہ نظروں سے کھنڈر کو دیکھ رہی تھی۔

''تمہیں قدیم زمانے کی چیزوں میں دلچسپی نہیں ہے؟'' وہ اس کے کندھے کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور آہستہ سے بولا تو تالیہ نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ پی کیپ پہنے 'سن گلاسز لگائے' جیکٹ کی آستین پیچھے کو موڑے کھڑا مطمئن نظر آتا تھا۔

''نہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے قدیم زمانوں میں واپس جانے کا۔''

''واپس جانے کی بات کون کر رہا ہے؟ میں تو اس کے اندر جانے کا کہہ رہا تھا۔''

"ایک ہی بات ہے۔ مجھے کوئی بھی ایسی چیز اپنے گرد نہیں پسند جو مجھے قدیم زمانے کی یاد دلائے۔"

"یونو... میری ورکشاپ سے دو گلیاں چھوڑ کے ایک سائیکاٹرسٹ کا کلینک ہے۔ میری مانو تو..."

"تم بور کیوں نہیں ہوتے؟" وہ اکتا کے بولی تھی۔ "ہم اتنے دن سے ایک کروز شپ میں مقید ہیں۔ میرے کمرے کی گول کھڑکی کے سامنے بیٹھ کے ہم سارے پلان بناتے اور ان پہ عمل کرتے جا رہے ہیں۔ ایک ہی منظر' ایک ہی ماحول سے تم تنگ نہیں آتے؟"

وہ سادگی سے مسکرایا اور کندھے اچکائے۔

"نہیں۔ کیونکہ میرے اندر تم سے زیادہ اسٹیمنا ہے۔"

مندر کے قریب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے اور وہ سوچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اور تمہارے اندر مجھ سے زیادہ دوسروں کی کمزوریوں پہ نظر رکھنے کی عادت بھی ہے۔ تمہاری کمزوری کیا ہے؟"

"اگر اسے ڈھونڈنا اتنا آسان ہوتا تو میں تمہارے ساتھ کام نہ کر رہا ہوتا۔" پھر اس نے رخ موڑ لیا۔ "تمہاری نیلوفر حانم ادھر آ رہی ہے۔ ساتھ الماس بھی ہے۔ میں اندر جا رہا ہوں۔ میرے پیچھے مت آنا۔"

تنبیہہ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔

پیچھے نیلوفر اور الماس چلتی آ رہی تھیں۔ نیلوفر اپنی دوستوں کے جھرمٹ میں ہنستی مسکراتی چل رہی تھی۔ البتہ الماس پونی والا سر جھکائے فون پہ ٹائپ کرتے ہوئے قدم اٹھا رہی تھی۔

"یہ تاریخی مندر اتنے یاد نہیں رکھے جائیں گے جتنی تم یاد رکھی جاؤ گی' نیلوفر!"

ان عورتوں کا گروہ تالیہ کے قریب ہی رک گیا تھا۔ کسی ایک نے خوش آمدی انداز میں نیلوفر کو سراہا تو اس کی گردن فخر سے مزید بلند ہو گئی۔ سرخ کوٹ اور ڈریس پینٹ میں ملبوس نک سک سے تیار نیلوفر نے مسکرا کے اس عمارت کو دیکھا۔

"میرے پاس صوفیہ رحمٰن سے بدلہ لینے کے بہت طریقے تھے۔" وہ تفاخر سے گردن اٹھائے کہہ رہی تھی۔ اس کے بلو ڈرائی شدہ بال ہوا سے پیچھے کو اڑ رہے تھے۔ "میں اس سے پیسے لے سکتی تھی' اس کی مخالف پارٹی میں شامل ہو کے اس کے خلاف تقریریں کر سکتی تھی' مگر نہیں...."

اس نے مسکرا کے اپنے گرد دائرہ صورت کھڑی عورتوں کو دیکھا۔

"میں کچھ بھی کرتی' اس کا اثر چند دن میں ختم ہو جاتا کیونکہ اپنی ذات پہ لگنے والا الزام لوگ برداشت کر لیتے ہیں' مگر مرے ہوئے باپ کی عزت پہ حرف آئے تو لوگ اس کھنڈر جیسے بن جاتے ہیں۔"

الماس نے فون سے سر اٹھایا اور مسکرا کے گفتگو میں حصہ لیا۔

''جو کتاب میری ماما نے لکھ دی ہے نا' اس کا اثر صوفیہ رحمٰن کی سات نسلوں تک جائے گا۔ تصور کریں' کتاب شائع ہو گی دا تو سری عبدالرحمٰن کے بیڈ روم سیکرٹ ہر بچہ بڑا' منسٹر اور چپڑاسی تک پڑھ لے گا۔'' وہ محظوظ انداز میں عورتوں کے گروہ سے کہہ رہی تھی۔ تالیہ چپ چاپ کھڑی سن رہی تھی۔

''صوفیہ کو آفس لے جانے والا ڈرائیور روز جن خاموش نظروں سے دیکھے گا.....وہ پارلیمان آئے گی تو اس کی پیٹھ پیچھے سیاستدان سرگوشیوں اور معنی خیز مسکراہٹوں سے جو کہیں گے....اس کی بچیاں اسکول جائیں گی تو گیٹ کے چپڑاسی سے لے کر اسکول کے بچوں تک' سب ان کو یہ بتائیں گے کہ تمہارا انا نا یہ اور یہ کیا کرتا تھا۔'' وہ ایک نقشہ کھینچ رہی تھی۔

'' کہتے ہیں انتقام وہ ڈش ہے جس کو جتنا ٹھنڈا کر کے پیش کیا جائے' اتنا بہتر ہوتا ہے۔''

قریب میں چند سیاح ان کی باتیں سننے رک گئے تھے۔ مجمع لگتے دیکھ کے نیلوفر نے آواز مزید بلند کی۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ ہر سیاستدان کے حق میں یا خلاف ایک ایک باب شامل کر دوں' مگر ان کو پہلے سے مطلع کر دوں تا کہ وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ ان کو میرا ساتھ دینا ہے..یا...(انکھیوں سے تالیہ کو دیکھا) یا میرے خلاف چلنا ہے کیونکہ اس وقت ان سب کی عزت میرے ہاتھ میں ہے۔''

قریب کھڑے ایک معمر آدمی نے کانوں کو دو بار چھوا۔

''عزت ذلت خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہے' محترمہ۔ اس کو انسانوں کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔''

''جب ایک ماہ بعد میری ماما سی این این اور بی بی سی پہ بیٹھ کے انٹرویوز دے رہی ہوں گی نا مسٹر' تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمیں کسی کی عزت کو ذلت میں بدلنے کے کتنے حربے آتے ہیں۔'' الماس تلخی سے چیخ کر کے بولی تو وہ آدمی سر جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

تالیہ ابھی تک خاموش کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جو عورتوں کے جھرمٹ میں کھڑی' اونچی گردنوں سے چھوٹی باتیں کر رہی تھیں۔

اب تک تالیہ کو لگتا تھا کہ وہ پیسے اور انتقام کے لیے یہ سب کر رہی ہے اور اندر سے وہ دکھی ہو گی' اسے تکلیف بھی ہو گی۔ مگر اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ نیلوفر یہ سب لطف اٹھاتے ہوئے کر رہی ہے۔ یقیناً اس نے وان فاتح کے بارے میں بھی ایک باب شامل کر لیا تھا۔ جب کتاب آئے گی تو اس کے نازیبا الزامات ہر ٹاک شو میں دہرائے جائیں گے۔ فاتح کے بچے سنیں گے۔ صوفیہ کی بیٹیاں دیکھیں گی۔ بڑے لیڈرز کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی چھوٹی عورتوں کو براہ راست جواب نہیں دیا

کرتے۔ اور یہ عورتیں اسی چیز کا فائدہ اٹھا کے چند دن تک ان پہ کیچڑ اچھالتی رہتی ہیں۔ صوفیہ اور فاتح' دونوں کی فیملیز کو یہ کیچڑ چپ چاپ برداشت کرنا پڑے گا۔

وہ دونوں ابھی تک بول رہی تھیں مگر تالیہ سے مزید نہیں سنا گیا۔ وہ مڑی اور کھنڈر کی طرف بڑھ گئی۔

ہر اٹھتا قدم بوجھل ہو رہا تھا۔

لوگوں کا رش بڑھ رہا تھا۔ سورج کی چمک تیز ہو گئی تھی۔

تالیہ تیز تیز چلنے لگی۔ اس کے ماتھے پہ پسینہ آنے لگا تھا۔

سرما کی دھوپ بہت شدید تھی۔

وہ جلد از جلد اندر جا کے پناہ ڈھونڈنا چاہتی تھی۔

وہ نیلوفر کو جانتی تھی۔ اگر اس نے فاتح کے بارے میں کوئی باب لکھا تھا تو اس میں تالیہ کا ذکر بھی ہو گا اور جن الفاظ سے ہو گا... کیا اس کے بعد وہ اسی عزت سے بی این کے آفس جا سکے گی؟ وہ سب اس کو کیسی عورت سمجھیں گے؟ الزام لگانے والا بھلے ثبوت نہ دے' لیکن وہ لوگوں کے دلوں میں اپنی بات دہرا دہرا کے ضرور بٹھا دیتا ہے۔ یا اللہ... اس کی اتنے مہینوں کی کمائی عزت اب واقعی ایک عورت کے قلم کی محتاج تھی؟

کھنڈر باہر سے یوں تھا جیسے طویل برآمدہ ہو جو ستونوں کی مدد سے کھڑا ہو۔ وہ گم صم سی اس کی دیواروں کو دیکھنے لگی جو منقش تھیں۔ وہاں پتھروں میں Carving کے ذریعے تصویری کہانیاں رقم کی گئی تھیں۔ مگر تالیہ کو ان کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ ستونوں کے درمیان سے گزرتی آگے بڑھنے لگی....

(دولت اسے کہتا تھا کہ اس کی عزت حکومت کے ہاتھ میں ہے۔)

ستون بہت سے تھے اور ایسے لگتا تھا کبھی ختم نہیں ہوں گے...

(اگر وہ صوفیہ کا کام نہیں کرے گی تو وہ اس کے جرائم کو سرِ عام کر کے اسے رسوا کر دیں گے۔)

دیواروں پہ تصویریں ہی تصویریں تھیں۔ قدیم مصری باشندوں کے خاکے' جو ایک دوسرے کو کچھ کہتے دکھائی دیتے تھے ....فرعونوں کے خاکے.... منقش علامتیں....نشانیاں....پہیلیاں....

(اور اگر وہ کتاب نہ روک سکی تو نیلوفر اس سے دوبارہ سر اٹھا کے بات کرنے کا فخر چھین لے گی۔ اس کی عزت ہر طرف سے مجروح ہوتی تھی۔)

اس نے گردن اٹھائی اور چھت کو دیکھا۔ وہ تصویری کہانیاں چھت پہ بھی نقش کی گئی تھیں۔ فرعونوں کی داستانیں.... قدیم

زمانے کا سحر.....یا شاید.....کوئی ملعون سا اثر تھا...

اس کو وہ آواز پھر سے سنائی دینے لگی.....

گیلے جوتوں سے فرش پہ چلنے کی آواز.....اٹھتے قدم.....ایک.....دو.....

(میرے پیچھے مت آنا۔ میں اندر جا رہا ہوں)

اور اس سب میں پسِ منظر میں اس کی آواز گونجی تھی۔

وہ جہاں تھی، وہیں کھڑی رہ گئی۔

جہان نے مندر میں آنے کے بعد یہ بات تین دفعہ کہی تھی۔

وہ یونہی کہہ رہا تھا یا یہ جہان سکندر کی کوئی اور پہیلی تھی!

وہ تیزی سے اندر کو لپکی۔

زرد خستہ حال دیواروں سے بنی راہداریاں اندر کو جا رہی تھیں۔ یوں جیسے وہ کسی زیرِ زمین شہر میں آ گئی ہو۔

اندر اندھیرا تھا اس لئے جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں جو راستہ دکھاتی تھیں۔

قدیم ملاکہ کا تاثر.....اس کا خوف.....وہی ملعون سی فضا.....

وہ متوحش سی ادھر ادھر دیکھتی راہداریوں میں آگے بڑھ رہی تھی.....اور پھر.....

یکے بعد دیگرے دو فائرز کی آواز آئی۔ وہ جہاں تھی، وہیں ششدر کھڑی رہ گئی، پھر اگلے ہی لمحے آواز کی سمت دوڑی۔

ایک کمرے میں جہاں کسی فرعون کی قبر تھی، بہت سے لوگ موجود تھے۔ یہ نیلوفر اور اس کی خواتین کا گروہ تھا۔ گائیڈ ہکا بکا کھڑا تھا، خواتین چیخ و پکار کر رہی تھیں اور نیلوفر گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھی تھی۔ سینے پہ ہاتھ تھا اور چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ الماس اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے ششدر سی کھڑی تھی۔

''کیا ہوا؟'' وہ حواس باختہ سی اندر آئی۔

''معلوم نہیں کون تھا.....مگر اس نے پستول اندر کیا اور فائر کھول دیا۔''

''وہ نیلوفر کا نشانہ لے رہا تھا۔ شکر کہ وہ بروقت نیچے ہو گئیں۔''

''کون تھا؟ کسی نے اس کو دیکھا؟''

''نہیں۔'' نیلوفر نے جھرجھری لے کر نفی میں سر ہلایا۔ ''مجھے صرف اس کا پستول چوکھٹ سے نظر آیا۔''

''ماما.....'' الماس سفید چہرے کے ساتھ ہراساں سی بولی۔ ''صوفیہ رحمٰن.....آپ کو مروانے کی کوشش کر رہی ہے۔''

وہ دنگ تھی۔ ارد گرد کھڑے لوگ بھی حواس باختہ تھے۔ کوئی پولیس کو کال کر رہا تھا' کوئی ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔

"بالکل۔ یہ صوفیہ ہی ہے۔"

نیلوفر الماس کا سہارا لے کر اٹھی اور لباس پہ لگی مٹی جھاڑی۔ چہرہ سفید تھا مگر بدقت اس نے گردن کڑائی۔

"وہ سمجھتی ہے کہ مجھے مروا دے گی تو کتاب نہیں چھپے گی۔" نیلوفر کی نظریں چوکھٹ پہ کھڑی تالیہ سے ملیں تو تالیہ فوراً بولی۔

"آپ ٹھیک ہیں نیلوفر؟"

نیلوفر نے فق رنگت سے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم نے خود دیکھا صوفیہ کیسے میری جانی دشمن بنی ہوئی ہے۔" اس نے تالیہ سے تائید چاہی تھی۔

"بالکل۔ یہ تو حد ہو گئی ہے۔" وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھی۔ اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ "مجھے صوفیہ رحمٰن سے اس بے وقوفی کی توقع نہ تھی۔ اب وہ آپ کو مروا بھی دیں تو کتاب چھپ ہی جانی ہے۔ یعنی جب کتاب آپ کے گورے پبلشر کے پاس چلی گئی ہے.... تو آپ کو مروانا بے سود ہے!"

اس نے نیلوفر کی چند دن پہلے کی بات کا حوالہ دیا۔ ابھی تک ہر جگہ نیلوفر نے یہی ظاہر کیا تھا کہ اس کی کتاب کوئی گورا پبلشر چھاپ رہا ہے۔

"ہاں۔ بالکل۔" نیلوفر نے بدقت اعصاب پہ قابو پاتے ہوئے کہنا چاہا۔ الماس البتہ بالکل گم صم کھڑی تھی۔ لوگوں کا رش بڑھتا دیکھ کے تالیہ دھیرے سے وہاں سے ہٹ گئی۔ اس کا رخ بندرگاہ پہ کھڑی کروز کی جانب تھا۔

"کیا ایک دفعہ تم کوئی قدم اٹھانے سے پہلے مجھ سے مشورہ لے سکتے ہو؟ ایک دفعہ؟"

وہ اپنے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتی اندر داخل ہوئی تو حسب توقع وہ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے آرام سے بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ کے سر اٹھایا۔

"نہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پہ رکھے غصے سے تن فن کرتی اس کے سامنے آرکی۔

"تمہیں اس پہ گولی چلانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ساکن... زینب جم... وہ بلینکس تھے۔"

"مجھے پتہ ہے وہ بلینکس تھے مگر تم کم از کم مجھے اعتماد میں تو لے سکتے تھے۔"

جواب میں صوفے پہ بیٹھے آدمی نے سادگی سے مسکرا کے اسے دیکھا۔

"I like surprises."

تالیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ پھر سامنے والے صوفے پہ آ کے بیٹھی اور گہرا سانس لیا۔

"پوچھ سکتی ہوں کہ اس کا مقصد کیا تھا؟"

"تم کروز شپ میں بور ہو گئی ہو۔ میں تمہارا ٹائم بچا رہا تھا۔ اب یہ کون جلد مکمل ہو سکے گا۔"

"تم... تم میرے پلان کے مطابق کیوں نہیں چلتے؟" وہ زچ ہو گئی تھی۔ "کبھی تم الماس سے میری برائی کر دیتے ہو... کبھی تم پھولوں میں بگ ڈال کے ان کو بھیج دیتے ہو جو فوراً پکڑا جاتا ہے اور..." بولتے بولتے وہ رکی۔ چونک کے اسے دیکھا۔ "تم چاہتے تھے کہ وہ بگ پکڑا جائے۔ ہے نا؟"

وہ کچھ نہیں بولا۔ صرف مسکرا دیا۔

تالیہ نے کراہ کے آنکھیں بند کیں۔

"تم نے جان بوجھ کے اتنے lousy طریقے سے بگ بھیجا تھا۔ تم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون اس کو پکڑتا ہے۔ کون ہے جو نیلوفر کی ٹیم کا ہشیار لیلفا ہے۔" پھر خفگی سے اسے دیکھا۔ "مگر مجھے یاد پڑتا ہے کہ بگ پکڑے جانے پہ تم اچھے خاصے شرمندہ بھی تھے۔"

وہ اسی انداز میں مسکراتا رہا۔

"چیزیں وہ نہیں ہوتیں جیسی وہ دکھائی دیتی ہیں' تالیہ حانم۔ تم مجھے اتنا ہی جان سکتی ہو جتنا میں چاہوں' جیسے میں چاہوں۔"

پھر کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ "الماس کو کال کرنے کا یہ بہترین وقت ہے۔"

طویل گھنٹی کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔ الماس کی آواز سے لگتا تھا کہ اسے سانس چڑھی ہوئی ہے۔ "جی زیتپ؟"

"الماس جنم... صبح بخیر۔ مجھے مترجم کے بارے میں بات کرنی تھی۔"

"ہاں جی۔ کیا فائنل ہوا مترجم سے؟"

"وہ کل سے کام شروع کر سکتی ہے۔ لیکن تاخیر کی تو وہ ترجمہ نہیں کرے گی۔ دوسرے کسی مترجم پہ مجھے اتنا بھروسہ نہیں ہے۔ اگر میرے پاس مسودہ ہوتا تو میں کل یہ کام شروع کروا دیتی لیکن....." وہ سوگواریت سے کہہ رہی تھی۔ "مجھے نہیں لگتا کہ ہم وقت پہ اس کتاب کا ترکش ترجمہ لا سکیں گے۔ شاید آپ کے الیکشن کے بعد....."

"زیتپ.... بات سنیں۔" الماس پھولے تنفس کے درمیان قطعیت سے بولی۔ تالیہ نے پلکیں اٹھا کے جہان کو دیکھا جس نے ہونٹ گول کر کے زیر لب کہا تھا۔ "Told you!"

''زینپ اگر آپ ایک نان ڈسکلوژر ایگریمنٹ اور کانٹریکٹ بنا کے اس کو notarized کروائیں' اس پہ اپنے اور اپنے باس کے سائن لیں' ساتھ میں اپنے اور باس کے پاسپورٹ کی کاپیز اٹیچ کر کے مجھے بھیج دیں تو میں مسودہ آپ کو ترکی آنے سے پہلے دے دوں گی۔''

''اوہ...وہ تو میں کر دوں گی الماس' لیکن یہ کاغذات فیڈ ایکس کرنے میں بھی دو سے تین دن...''

''آپ فیڈ ایکس مت کریں۔ ہم ویسے بھی کروز پہ ہیں۔ آپ مجھے ان کی scanned کاپی بھیج دیں۔ میں آپ کے دستخط شدہ کاغذات دیکھ لوں تو مسودہ آپ کے حوالے کر دوں گی۔'' وہ سمجھداری سے کہہ رہی تھی۔

تالیہ مراد نے کھل کے گہری سانس لی۔ ''ڈن۔ میں شام تک ڈاکومنٹ نوٹرائزڈ کروا کے بھیجتی ہوں۔ چند گھنٹے لگیں گے۔ مگر مترجم نے آنا ہے اور.....''

''صبح سے پہلے مسودہ آپ کے ڈیسک پہ ہوگا۔'' وہ قطعیت سے بولی تھی۔

کال ختم ہوئی تو چند لمحے وہ دم سادھے بیٹھی رہی۔ مسکراہٹ بھی یوں چہرے پہ ثبت تھی جیسے وہ مسکراتے ہوئے برف کا بت بنی ہو۔ پھر بے اختیار اس نے سینے پہ ہاتھ رکھا۔ برف کے مجسمے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

''اوہ مائی گاڈ...وہ مان گئی۔ فائنلی.....فائنلی.....کتاب ہمارے ہاتھ لگنے والی ہے۔'' وہ بدقت بول پائی۔

''اس کی جان کو خطرہ ہے۔ وہ اس کتاب کا بوجھ مزید نہیں اٹھانا چاہتی۔ وہ ابھی فوراً اوٹ ٹویٹ کر کے دنیا کو بتائے گی کہ کتاب وہ ایک سے زیادہ پبلشرز کو بیچ چکی ہے تا کہ اس کی جان لینا صوفیہ کے لیے بے سود ہو۔''

''ہاں مگر اس پہ گولی چلانا بری بات تھی۔ میں آتشی اسلحے کے ساتھ کبھی کام نہیں کرتی۔''

''اتنے لمبے مکالمے مت بولو اور کانٹریکٹ کا سوچو۔ ایک ترکش قانونی اعتبار سے فول پروف کانٹریکٹ تمہیں گوگل پہ نہیں ملے گا۔''

جواب میں تالیہ نے چہرے پہ خوش آمدی مسکراہٹ سجائی اور آگے ہوئی۔

''تھینک یو۔ تمہاری وجہ سے کام بہت آسان ہوا۔ اچھا سنو.....تم کسی ترک وکیل کو جانتے ہو گے جس ہمیں کانٹریکٹ بنا دے؟''

''ڈونٹ بی کیوٹ۔ میں کبھی ترکی نہیں گیا۔ اور میں کسی ترک وکیل کو نہیں جانتا۔'' رکھائی سے کہہ کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔'' کانٹریکٹ تم خود بناؤ گی۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ باقی اس پہ نوٹری کی مہر' جعلی دستخط' پاسپورٹ کاپیز وہ میں بنا لوں گا۔ مگر کانٹرکٹ میں کیا لکھنا ہے' یہ تمہارا مسئلہ ہے۔''

پل بھر میں وہ ازلی بے نیاز انسان بن چکا تھا۔ یہ کندھے اچکائے اور یہ وہاں سے نکل گیا۔ تالیہ نے مصنوعی خوش اخلاقی ترک کر کے خفگی سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

ایک دن کے اندر بنا بنایا کانٹریکٹ اسے صرف ایک شخص سے مل سکتا تھا اور اس شخص کو کال کرنے کے لئے اپنی انا پہ پیر رکھنا ضروری تھا۔

''وعلیکم السلام بے تالیہ.....آپ کی ناراضی ختم ہوگئی؟''

وہ جہاز کے عرشے پہ بچھی مصنوعی گھاس پہ کھڑی تھی۔ فون کان سے لگا رکھا تھا اور ماتھے پہ بل تھے۔ شپ پھر سے چل پڑا تھا اور تیز ہوا اس کے بالوں کو پیچھے کی طرف اڑا رہی تھی۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' وہ خشک سے انداز میں بولی۔ ''جتنے گلے مجھے تم سے ہیں اُتنے ہی تمہیں مجھ سے ہیں۔''

''مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ بلکہ میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے مجھے اس سے زیادہ کرنا چاہیے تھا مگر میں واقعی سمجھا تھا کہ آپ ٹھیک ہیں اور اپنی مرضی سے حکومتی افسران کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ وان فاتح کو وہ کیک بھیج رہی تھیں اور...''

''ایک منٹ...ایک منٹ!'' سنہری دھوپ میں کھڑی تالیہ کی آنکھیں اچنبھے سے چھوٹی ہوئیں۔ ''کون سے کیکس؟''

''نہیں مجھے گلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ میرے انٹرویوز نہ دیکھیں' میری بک لانچ میں شرکت نہ کریں' میرے.....''

''چھوڑو اپنے غموں کو۔ مجھے بتاؤ کون سے کیکس؟'' وہ ایک دم فون میں دھاڑی۔ ایڈم لمحے بھر کو ہکا بکا رہ گیا۔ اس کا انداز یکا یک قدیم ملاکہ کی شہزادی والا ہو گیا تھا جو شاہی مورخ کا ہاتھ کٹوا سکتی تھی۔

''وہ.....وہ آپ ہر روز وان فاتح کے گھر کیک بھیجتی ہیں نا۔''

''نہیں' ایڈم۔ میں ان کو کیوں کیک بھیجوں گی؟'' وہ چونکی۔ ''کوئی میرے نام سے ان کو کیک بھیج رہا ہے کیا؟ تمہیں کیسے معلوم؟''

''ہمیں شک تھا کہ آپ کم از کم وان فاتح سے رابطے کی کوشش کریں گی اور تحقیق کروانے پہ پتہ چلا کہ آپ ان سے کیکس کے ذریعے رابطے میں ہیں۔ تبھی تو ہمیں لگا کہ آپ ٹھیک ہیں۔''

''اور تم نے یقین کر لیا؟ کوئی کسی کے نام سے کچھ بھی بھجوا سکتا ہے آج کل۔''

''نہیں۔ داتن نے چیک کیا تھا۔ آپ کے کریڈٹ کارڈ سے آرڈر پلیس ہوا تھا۔ اور ہر روز آپ نیا آرڈر کرتی تھیں۔ کیا یہ آپ نے نہیں کیا؟'' وہ خود بھی پریشان ہو گیا۔

''آف کورس نہیں۔ شاید یہ دولت صاحب کی کوئی چال ہو۔''

''مسز عصرہ نے ٹویٹ بھی کیا تھا ایک دن آپ کا کیک۔ آپ کا نام لکھ کے۔ آپ نے نہیں دیکھا؟''

''عصرہ..... یہ ضرور عصرہ بیگم کا کوئی چکر ہے..... اور اس نے مجھے ٹویٹر سے بلاک کر رکھا ہے۔ میں دوسری آئی ڈی سے دیکھ لیتی اگر مجھے عصرہ کو اسٹاک کرنے میں دلچسپی ہوتی۔'' اس کے ماتھے پہ شکنیں پڑ گئی تھیں۔ ''سنو.... تم داتن سے کہو' وہ ان کیکس کو ٹریک کرے اور.....''

''بے تالیہ آپ کو داتن سے خود بات کرنی پڑے گی کیونکہ آپ تعلقات درست کیے بغیر پہلے جیسے روابط کی توقع نہیں کر سکتیں۔'' وہ قطعیت سے بولا تو وہ چپ ہو گئی۔ چند لمحے کے لیے اسے سب بھول گیا تھا۔

''مگر میں اپنے طور پہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ میرے اور آپ کے تعلقات میرے خیال میں درست ہو چکے ہیں۔'' وہ شاید مسکرایا تھا۔

وہ مسکرائی نہیں۔ مگر اسے غصہ بھی نہیں آیا۔ بس اداسی سے دور تک سانپ صورت پھیلے نیلے دریا کو دیکھے گئی۔

''بے تالیہ۔'' اس کی خاموشی پہ وہ سادگی سے بولا۔ ''کیا نئے دوست ہم سے زیادہ اچھے ہیں؟''

''وہ تو میں نے یونہی کہا تھا۔'' جلدی سے بولی اور ادھر ادھر دیکھا۔ شکر وہ پیچھے نہیں کھڑا تھا۔

''اوکے۔'' وہ جیسے مسکرا دیا تھا۔ ''میں کیکس کا راز پتہ کرتا ہوں۔ اور آپ.....''

''ایڈم مجھے وہ کانٹریکٹ چاہیے جو ترکش ایجنسی نے تمہیں بھیجا تھا۔ وہ تمہارے پاس ہو گا ای میل میں' ہے نا؟'' وہ تیزی سے بولی تو ایڈم لمحے بھر کو چپ رہ گیا۔

''تو آپ نے مجھے کام کے لئے فون کیا تھا؟''

''ظاہر ہے' کام کے لئے کیا تھا' ورنہ تم اتنے انٹرسٹنگ انسان نہیں ہو جو کوئی تمہیں گپ شپ کے لیے کال کرے۔''

وہ جل کے بولی تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

''کام بھی انہی کو کہا جاتا ہے جن پہ مان ہوتا ہے۔ میں اسی پہ خوش ہوں۔ کانٹریکٹ ای میل کر رہا ہوں۔ یہ میری پہلی ای میل ہو گی جو اتنے عرصے میں آپ پڑھیں گی۔''

(ای میلز۔) وہ چونکی تھی۔ ایڈم نے فون بند کر دیا تھا اور تالیہ..... وہ پول کے کنارے ایک چیئر پہ آ بیٹھی اور اپنی ای میل کھولنے لگی۔ ڈیلیٹڈ فولڈر میں تمام ای میلز موجود تھیں جو اتنے دن سے وہ مٹائے جا رہی تھی۔ اس نے پریشانی اور اداسی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کو کھولنا شروع کیا۔

داتن اسے بتا رہی تھی کہ وہ اس کے لئے فکر مند ہے۔ مگر اس نے معلوم کیا ہے کہ وہ وان فاتح کو کیک بھیجتی ہے یعنی وہ ٹھیک ہے۔ لیکن وہ داتن سے رابطہ کیوں نہیں کر رہی؟ اس کی ہر ای میل انہی اداس سوالوں سے پُر تھی۔

ایڈم بھی انہی کیکس کی بات کر رہا تھا۔ وہ اسے اپنی کامیابیاں بھی بتا رہا تھا۔ یہ بھی کہ فاتح اس کے گھر جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہ ایڈم اسے اپنی زندگی میں واپس دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ کب آئے گی؟

اور فاتح.... اس کی ای میلز کم تھیں اور مختصر بھی اور ان میں یہی ایک بات تھی۔ کہ وہ اسے کیکس کیوں بھیجتی ہے؟ یہ کوئی ناراضی ہے؟ یا غصے کا اظہار؟ وہ بغیر بتائے ملک سے باہر چلی گئی' کیوں؟ وہ اس کی واپسی کا منتظر ہے۔ اور وہ اسے مزید خط نہیں لکھے گا۔ مگر وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ وہ صوفیہ کی کسی بات کا اعتبار نہ کرے۔ صوفیہ دیانتدار عورت نہیں ہے۔

دوپہر اس کے گرد پگھل رہی تھی اور وہ سرما کی دھوپ میں جہاز کے عرشے پہ گم صم سی بیٹھی تھی۔

وہ ان ای میلز کو اس لئے نہیں پڑھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کا دل موم کر دیں گی۔ پیچھے رہ جانے والوں سے بندھی ڈور اسے ایک دفعہ پھر کمزور کر دے گی اور وہ اپنے کام پہ فوکس نہیں کر پائے گی۔ مگر انہیں پڑھنے کے بعد دل تو کیا روح تک اداس ہو گئی تھی۔

اسے یہ ای میلز نہیں پڑھنی چاہیے تھیں۔ اسے پیچھے والوں سے ابھی تک ناراض رہنا ہے۔ اسے ان کی کوئی بات نہیں سننی۔

تالیہ نے کانٹریکٹ جہان کو فارورڈ کر دیا اور پھر چیئر کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ اوپر چھتری تنی تھی جو اسے تیز دھوپ سے بچا رہی تھی۔ اس نے ہیٹ چہرے پہ رکھ کے آنکھیں موند لیں اور خود کو نیند کے دریا میں اترنے دیا..... نیچے.... اور نیچے.... پانی اس کے کندھوں تک آ گیا.... اور پھر سر کے اوپر....

وہ سرما کی دھوپ میں سو چکی تھی۔

اس کے خواب عجیب سے تھے۔ گزشتہ دنوں کے تمام واقعات ان میں دکھائی دے رہے تھے۔

نیلو فر' الماس' دولت.... وہ جیل.... اور پھر یکا یک منظر بدلا....

لکڑی کا فرش تھا.... اس پہ دو سفید پیر جوتوں میں مقید نظر آ رہے تھے.... کالے ربڑ کے جوتے.... جو گیلے تھے.... فرش پہ ارد گرد پانی کے قطرے بھی گرے تھے.... داہنے پیر کے ٹخنے پہ کمان صورت گھر نڈ بنا تھا.... زخم پرانا تھا.... اور وہ پیر پیچھے کو اٹھ رہے تھے.... گیلے جوتوں سے چیں چیں کی آوازیں آ رہی تھیں.....

ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی۔ ہیٹ نیچے جا گرا۔ وہ چیئر پہ سیدھی ہو بیٹھی۔

اس نے نہیں دیکھا کہ ہیٹ کو ہوا کا تیز جھونکا اڑا کے سوئمنگ پول پہ لے جا کے پھینک رہا ہے۔ وہ بس عجیب خوف کے عالم

میں اٹھی اور نیچے جاتے زینے کی طرف لپکی۔

وہ ان پیروں کو پہچانتی تھی.....وہ ان جوتوں کو بھی پہچانتی تھی.....

وہ تیز دھوپ سے اندر زینے کی طرف آئی تھی تو یہاں اندھیرا سا تھا۔ بصارت کو ایڈجسٹ ہونے میں کچھ دیر لگنی تھی۔ تالیہ نے اندھادھند زینے اترنے چاہے۔ پیر کو ٹھوکر آئی اور وہ منہ کے بل آگے کو گری۔

بروقت ریلنگ تھام لی مگر چوٹ لگ چکی تھی۔

وہ وہیں زینے پہ بیٹھتی چلی گئی اور دائیں پیر کو اٹھا کے دیکھا۔

ٹخنے پہ ریلنگ کے کسی نوکیلے حصے سے کٹ لگ گیا تھا۔

سرخ کمان کی صورت کا کٹ۔ اس میں سے خون رس رہا تھا اور وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہر زخم پہ کھرنڈ بنتا ہے۔ چند دن میں اس پہ بھی بن جائے گا۔ اور پھر؟ پھر کیا ہونے جا رہا تھا؟

☆☆=========☆☆

سہہ پہر اتر رہی تھی اور وہ چپ چاپ اپنے کمرے کی گول کھڑکی کے آگے صوفے پہ بیٹھی تھی۔ دائیں پیر پہ پٹی بندھی تھی۔ اور چہرہ بے تاثر تھا۔

سامنے پی کیپ والا آدمی لیپ ٹاپ گود میں رکھے بیٹھا کیز پریس کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"یہ کانٹریکٹ کافی اچھا تھا۔ اس میں جو قانونی طرز کی ترک اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ ہم خود سے نہیں بنا سکتے تھے۔" کہتے ہوئے اس نے اسکرین سے نظر اٹھا کے تالیہ کو دیکھا۔ وہ گم صم سی بیٹھی تھی۔ نظریں اپنے زخمی پیر پہ تھیں۔

"tetnus شاٹ لگوایا تھا؟"

تالیہ نے نظریں اٹھائیں اور سر کو اثبات میں جنبش دی۔ بولی کچھ نہیں۔

"کانٹریکٹ کو میں نے edit کر دیا ہے۔ اس کے امیج بنا کے کنارے پیلے کر دیے ہیں تاکہ یہ scanned تصاویر لگیں۔ زینب اور مولوت بے کے دستخط بھی ڈیجیٹلی کیے ہیں مگر یوں لگتا ہے کہ ہاتھ سے کیے ہوں۔" وہ فخر سے بتا رہا تھا۔

تالیہ نے پھر سے اپنے پیر کو دیکھا۔ (ایسا زخم کتنے دنوں میں کھرنڈ میں تبدیل ہوتا ہے؟)

"میں نے دونوں دستخط نیلے رنگ میں کیے ہیں مگر ایک بال پوائنٹ والے رائل بلیو اور دوسرے کو ڈارک بلیو میں کیا ہے۔ لٹریری ایجنسی کے دو اہم عہدیدار اب ایک ہی قلم تو استعمال نہیں کریں گے۔ اور ہاں.....دونوں دستخطوں میں سیکنڈ نیم بڑے حروف میں لکھا ہے کیونکہ ترک اپنا دوسرا نام (سر نیم) ہمیشہ بڑے ہجوں میں لکھتے ہیں۔"

وہ اسی طرح چپ چاپ بیٹھی رہی تو اس نے لیپ ٹاپ میز پہ رکھا اور آگے ہو کے بیٹھا' پھر غور سے اس کی آنکھوں کو دیکھا۔

''ٹھیک ہے۔تم میرے کام کی تعریف نہ کرو۔ مجھے پتہ ہے تم میری غیر موجودگی میں یہ کام کر دو گی' لیکن کوئی مسئلہ ہے کیا؟''

''یہ میرا PTSD نہیں ہے۔'' وہ اپنے زخمی پیر کو دیکھ رہی تھی۔

''ہر PTSD کا شکار شخص یہی سمجھتا ہے۔''

''نہیں۔'' اس نے چہرہ اٹھا کے جہان کو دیکھا اور قطعیت سے نفی میں سر ہلایا۔'' وہ قدموں کی آواز جو مجھے آتی ہے....وہ میری hallucination نہیں ہے۔ وہ سب میرے ساتھ پیش آنے والا ہے۔ میرے خواب اکثر امید لاتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی وہ وارننگ بھی ہوتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کچھ برا ہونے جا رہا ہے۔''

''میری سائیکاٹرسٹ والی آفر ابھی تک برقرار ہے۔ فی الحال تم جاب پہ فوکس کرو۔ تمہیں الماس کو یہ کانٹریکٹ بھیجنا ہے۔'' اس نے جتا کے یاد کرایا تو تالیہ نے سر جھٹکا اور لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔

''کچھ برا ہونے والا ہے۔'' وہ جھرجھری لے کر اب ٹائپ کرنے لگی تھی۔

''تمہارے پریشان ہونے سے کیا وہ نہیں ہو گا؟'' اس نے سختی سے تنبیہہ کی تو تالیہ نے سر ہلایا اور جلدی جلدی ٹائپ کرنے لگی۔ کانٹریکٹ اتنا مہارت سے بنایا گیا تھا کہ الماس کے پاس یقین کرنے کے سوا کوئی آپشن نہیں ہو گا۔

رات تک مسودہ اس کے پاس ہو گا' اسے یقین تھا۔

☆☆=========☆☆

ایک اور رات نیل کے دریا پہ اتری اور منروا کروز کی رفتار مزید سست پڑ گئی۔ منروا کے قریب دریا میں دو تین چھوٹی کشتیاں بھی تیرتی دکھائی دے رہی تھیں۔

باہر جتنا سناٹا اور سکون تھا' منروا کے اندر اتنی ہی گہما گہمی اور رونق تھی۔

شپ کے گراؤنڈ فلور پہ ایک طویل راہداری کی صورت بیکری بنی تھی۔ وہاں قطار میں شوکیس لگے تھے جن کے اندر رکھے کیک' ڈیزرٹ' اور سوئیٹس قریب آتے مسافروں کو للچا رہے تھے۔

اس نے پٹی والے پیر پہ نرم سلیپر پہن رکھے تھے اور سر پہ اونی ٹوپی تھی جس سے کالے بال نکل کے گردن سے نیچے گر رہے تھے۔ وہ جہاز کے سرد ہوتے موسم کی مناسبت سے پوری تیار لگ رہی تھی۔

سردی اچانک ہی آئی تھی مگر موسم کو خوشگوار کر گئی تھی۔

''ایک چاکلیٹ فج.... ایک چاکلیٹ بون بون.....'' وہ شوکیس کے اندر سجے کیکس کی طرف اشارہ کرتی سیلز گرل سے کہہ رہی تھی۔ دو ورکرز دستانے والے ہاتھوں سے اس کی بتائی پیسٹریز اور سوئیٹس ٹوکری میں بھرتے جا رہے تھے۔

وہ خواب' پیر کا زخم' ایڈم کی باتیں.... کچھ دیر کے لئے وہ سب بھول کے صرف اس مسودے کو سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی جو الماس اسے ای میل کرنے والی تھی۔ مسودہ مل جانے کے بعد ساری رات تالیہ نے اس کو پڑھنا ہی تھا اور اسے پڑھنے کے ساتھ ساتھ کچھ کھانے والی تفریح بھی چاہیے تھی۔

اس کی آزادی کا ٹکٹ' وہ کتاب اس کو ملنے والی تھی۔ وہ واقعتاً خوش ہونا چاہتی تھی۔

وہ بھری ہوئی ٹوکری لئے کمرے میں پہنچی تو وہ پہلے سے اپنے مخصوص صوفے پہ بیٹھا تھا۔ چاکلیٹس کی خوشبو تالیہ کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی منہ تک بھری ٹوکری دیکھ کے جہان نے تعجب سے ابرو اٹھائے۔

''یہ سب تم کھاؤ گی؟''

''ایک آدھ پیس تم بھی لے سکتے ہو۔ میں آج اچھے موڈ میں ہوں۔'' فراخ دلی سے آفر کی اور کمرے کی سینٹر ٹیبل پہ ٹوکری رکھی۔ پھر چیزیں نکال نکال کے ان کو پلیٹس میں سجانے لگی۔ چاکلیٹ کی مہک سارے کمرے کو معطر کر گئی۔

''کوئی نارمل انسان اتنی چاکلیٹ نہیں کھا سکتا۔''

''چاکلیٹ میری پہلی محبت ہے۔ حالات نے ہم دونوں کو فاصلہ رکھنے پہ مجبور کر دیا مگر کبھی کبھی ہم روایات توڑ کے مل لیتے ہیں....'' وہ مسکرا کے کہہ رہی تھی جب موبائل کی مخصوص ٹون بجی۔ تالیہ نے جلدی سے فون نکالا اور دھڑکتے دل سے الماس کی ای میل کھولی۔

''اس نے ایم ایس ورڈ فائل بھیجی ہے۔'' ای میل کھولنے سے پہلے سائن نظر آ گیا تو چہک کے بولی اور ای میل پڑھنے لگی۔

''ڈیئر زینب۔ آپ کا کانٹریکٹ مجھے بالکل مناسب لگ رہا ہے۔ اور ہمارے لئے یہ قابلِ قبول ہے۔ چونکہ آپ کو کل ترجمہ شروع کروانا ہے' اس لئے میں نے ایک بہترین حل نکالا ہے۔

میں آپ کو مسودے کے پہلے پانچ ابواب بھیج رہی ہوں۔ آپ ہمارے ترکی آنے تک ان کو ٹرانسلیٹ کروائیں۔ ہم خود آ کے' کانٹریکٹ سائن کر کے' پوری کتاب آپ کو دے دیں گے۔ یوں دن بھی ضائع نہیں ہوں گے۔ اور کتاب وقت پہ بھی آ جائے گی۔ الماس۔''

تالیہ کی مسکراہٹ یوں غائب ہوئی جیسے اسے کسی نے تھپڑ دے مارا ہو۔ وہ منہ کھولے فون اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔ قاتلانہ

حملے کے جذباتی اثر سے نکل کے الماس نے ایک دانشمندانہ حل نکالا تھا اور وہ حل میز میں بجی ساری شیرینیوں کو کڑوا کر گیا تھا۔

''یہ کیا؟'' اس نے ہکابکا سا چہرہ اٹھایا۔

''ڈیم اِٹ۔'' جہان نے زور سے بوٹ سے میز کو ٹھوکر ماری اور اٹھا۔ وہ جیسے سخت بدمزہ ہوا تھا۔

''پہلے پانچ ابواب میں سے دو تو وہ پہلے ہی بھیج چکی ہے اور وہ ابواب نیلوفر کی ابتدائی زندگی کے بارے میں ہیں۔ کسی کو ان سے دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں درمیان اور آخر کے ابواب چاہیے تھے۔''

''اب ہم کیا کریں؟'' وہ واپس اسکوائرون پہ آ کھڑے ہوئے تھے۔

''تم یوں کرو..... '' وہ سوچ سوچ کے کہنے لگا۔ ''تم اس کو ای میل کرو اور اس کو پیار سے سمجھاؤ کہ.... کیا کر رہی ہو؟''

''مجھے بھی سرپرائز اچھے لگتے ہیں۔'' وہ دانت پیس کے کہتی ہیڈ فون کان پہ لگا رہی تھی۔ اس کی رنگت گلابی پڑ چکی تھی۔

''تالیہ... اس کو یوں کال مت کرو۔ پہلے سوچ سمجھ کے پلان کرو پھر....''

''مشورہ مانگا ہے کیا؟'' اس نے کیز دباتے ہوئے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔

اس کا انداز دیکھ کے وہ احتیاطاً چپ ہو گیا۔

دوسری طرف سے الماس کا ہیلو سنائی دیا۔ تالیہ نے کال اسپیکرز پہ لگا دی تھی۔

''زینب... ای میل مل گئی؟'' وہ خوشگوار انداز میں بولی۔

''الماس یہ تو پانچ ابواب ہیں۔'' وہ رکھائی سے بولی۔

''جی۔ جب تک آپ ان کا ترجمہ کروائیں گی ہم....''

''الماس آپ نے میرا نان ڈسکلوژر ایگریمنٹ پڑھا ہے؟ پڑھا ہے یا نہیں؟''

''جی میں نے....''

''اس پہ میرے اور میرے باس کے سائن ہیں۔ جانتی ہیں ہم دونوں کون ہیں؟'' وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔ ''ہم ترکی کے ٹاپ لٹریری ایجنٹ ہیں۔ اور اس ایگریمنٹ میں ہم دونوں نے نیلوفر حانم سے حلفیہ وعدہ کیا ہے کہ اس مسودے کو لیک نہیں کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا لائسنس کینسل ہو جائے گا۔ یعنی دوبارہ کبھی لٹریری پریکٹس نہیں کر سکیں گے۔ آپ کو اندازہ ہے کہ بغیر مسودہ دیکھے میرے باس نے (آواز غصے سے بلند ہونے لگی)... جو کہ یورپ کے ایک نامور ایجنٹ ہیں... جو ہارپر کولنز اور رینڈم ہاؤس جیسے اداروں کے ساتھ کام کرتے ہیں.... اس آدمی نے بغیر مسودہ دیکھے میرے قول پہ اعتبار کر کے اتنا بڑا ڈاکومنٹ سائن کر کے دے دیا... کیونکہ میں نے کہا تھا کہ صبح تک آپ مسودہ بھیج دیں گی۔''

''زینپ.....میں.....''

''میرے باس نے اتنی بڑی بڑی کتابیں چھاپی ہیں کہ ان کے لئے ایک سیاسی کتاب اتنا میٹر نہیں کرتی جتنی ان کی کریڈیبلٹی میٹر کرتی ہے۔صبح جب میں ان کو بتاؤں گی کہ میری کلائنٹ نے مجھ پہ اعتبار نہ کرتے ہوئے پورا مسودہ نہیں بھیجا' تو پورا آفس مجھے کس نظر سے دیکھے گا؟ سب جانتے ہیں کہ ہم اپنے دستخطوں کے ساتھ نان ڈسکلوژر آپ کو دے چکے ہیں۔ کل کو آپ کانٹریکٹ نہ کریں اور کوئی اور کتاب لیک کر دے تو ہمارے لائسنس تو کینسل ہو گئے نا؟''

''نہیں۔زینپ.....میری بات سنیں۔''

''میں نے پورا مسودہ اس لئے مانگا تھا کیونکہ کل اس کتاب کی ٹیبل ریڈ ہونی تھی۔میرے باس' مترجم اور میں نے ایک میز پہ بیٹھ کے پوری کتاب پڑھنی تھی۔مترجم ایک آرٹسٹ ہوتی ہے۔اس کو پوری کتاب دی جاتی ہے' کانٹریکٹ کیا جاتا ہے' وہ اپنی مرضی سے ابواب کا جہاں سے چاہے ترجمہ کرتی ہے۔پہلے مشکل ابواب کا۔پھر آسان کا۔ہمیں وہ کتاب ترتیب سے دے گی' لیکن ہم اس کو بچوں کی طرح قسطوں میں ہوم ورک نہیں دے سکتے۔سارے یورپ میں پتہ کر لیں۔کوئی مسودہ دیکھے بغیر نان ڈسکلوژر سائن نہیں کرتا مگر ہم نے کر لیا۔''

''زینپ.....اصل میں آخری ابواب کی پروف ریڈنگ ابھی ہونا تھی' اس لئے.....''

''الماس مجھے نہیں معلوم آپ کے کیا مسائل ہیں مگر میں صبح آفس میں کسی سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہوں گی۔میں ایک عورت ہوں جو مردوں کی دنیا میں نام بنانے نکلی ہے۔یہاں سب میرے ناکام ہونے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔آپ یوں کریں' آپ میرے نان ڈسکلوژر کی ای میل ڈیلیٹ کر دیں۔میں باس کو کہوں گی کہ میں نے وہ بھیجا ہی نہیں تھا۔اور آپ مجھے مسودہ نہ بھیجیں۔میں اس کتاب کو چھاپنا چاہتی تھی لیکن اگر ہمارے درمیان اعتبار ہی نہیں ہے تو ہم اس کام کو کرتے ہی نہیں ہیں۔آئی ایم سوری اگر میں نے کچھ سخت کہہ دیا ہو مگر میرا سارا کیریئر داؤ پہ لگ چکا ہے اور میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔ایگا جالار (گڈ نائٹ)۔''

اس نے آخری فقرہ سوگواریت سے کہہ کے کال کاٹ دی اور گہری سانس لیتے ہوئے سرخ تمتماتا چہرہ اٹھایا۔

وہ جو اتنی دیر سے چپ چاپ صوفے پہ بیٹھا تھا' کھنکھارا۔

''اب میں بول لوں؟'' احتیاط سے پوچھا۔''کیا واقعی مترجم اپنی مرضی سے بغیر ترتیب کے ترجمہ کرتا ہے؟''

''مجھے نہیں پتہ۔میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا۔''

''اور ٹیبل ریڈ؟ وہ تو ٹی وی ڈراموں کے اسکرپٹ کی نہیں ہوتی؟''

''اللہ کرے اس کو یہ بات نہ معلوم ہو۔'' وہ گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یا تو اس نے الماس کو بالکل کھو دیا تھا یا پھر الماس وہ کرنے والی تھی جو اسے کرنا چاہیے تھا۔

ای میل کی ٹون بجی تو تالیہ نے بے چینی سے میل کھولی۔

الماس نے معذرت کے بعد لکھا تھا کہ اس نے صرف اس لئے مسودہ نہیں بھیجا تھا کیونکہ ابھی وہ آخری ابواب کو پروف کر رہی تھی۔ اسے زینپ پہ مکمل اعتبار ہے۔ اس لیے اب وہ پورا مسودہ بھیج رہی ہے۔

تالیہ نے اٹیچ شدہ فائل کھولی تو چار سو پچاس صفحات کی فائل کھل گئی۔

پوری کتاب.... ملائیشیاء کی حساس ترین اور scandlous ترین کتاب اس کے فون میں تھی۔ اس کی ساری کلفت دور ہونے لگی۔ بالآخر وہ مسکرائی۔

''میں نے کبھی کتابیں شوق سے نہیں پڑھیں۔ مگر یہ وہ پہلی کتاب ہو گی جس کو میں اتنے شوق سے پڑھنے جا رہی ہوں۔''

وہ کشن لے کر سینٹر ٹیبل کے ساتھ جا بیٹھی جس پہ انواع و اقسام کے میٹھے کھانے سجے تھے۔

جہان نے اپنے موبائل پہ فائل کھولی اور اسی صوفے پہ ٹیک لگا کے فون چہرے کے سامنے کیے مطالعے کا آغاز کیا۔

''میں تمہاری تعریف نہیں کرنا چاہتا مگر ویل ڈن' تالیہ خانم۔''

صفحات چار سو پچاس تھے اور رات ابھی شروع ہوئی تھی۔

☆☆=========☆☆

وہ میز کے ساتھ کارپٹ پہ کشن کے سہارے بیٹھی فج کا ٹکڑا کھاتے ہوئے کتاب میں غرق تھی۔

نیلوفر کی ابتدائی زندگی کے ابواب تلخ تھے یا ان کو شاید تلخ بنایا گیا تھا۔

(چاکلیٹ فج کتاب کے اولین صفحات کے ساتھ اس کے حلق کے اندر جا رہی تھی۔ اس کا ذائقہ تلخ تھا اور شکر کے دانے دانتوں کے بیچ محسوس ہوتے تھے۔ جیسے ڈھیروں کڑواہٹ کو ذرا سی شکر ڈال کے میٹھا بنانے کی کوشش کی گئی ہو۔)

''اس نے اپنے بچپن اور نوجوانی کے ایام کو زبردستی دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ سو بورنگ۔''

وہ صوفے پہ ٹیک لگائے بیٹھا موبائل سے کتاب پڑھتے ہوئے تبصرہ کر رہا تھا۔ دفعتاً وہ آگے کو جھکا اور ایک چاکلیٹ میکرون اٹھا کے منہ میں رکھا۔

(میکرون.... بظاہر ٹھوس لگتا تھا.... مگر منہ میں آیا تو معلوم ہوا کہ اس کی خستہ بیرونی تہہ کافی نہ تھی۔ کہ ذرا سے دباؤ پہ منہ میں پگھل پگھل گیا۔ چاکلیٹ اور بادام کا ذائقہ اس کے اندر تک اترتا گیا۔)

''جوانی کے ابواب میں نیلوفر نے اپنی جتنی تعریفیں لکھی ہیں' ان کے باوجود مجھے یہ ایک انتہائی کمزور عورت معلوم ہو رہی ہے جو ایک طاقتور آدمی اور اپنی خواہشات کے دباؤ پہ فوراً جھک جاتی ہے۔''

وہ تلخی سے کہہ رہی تھی۔

کھڑکیوں کے باہر رات اب دوسرے پہر میں داخل ہو رہی تھی۔

دریا پر سکون تھا اور دور اکا دکا کشتیاں تیرتی نظر آتی تھیں۔

تالیہ نے 112 واں صفحہ موبائل پہ پلٹتے ہوئے بازو لمبا کر کے میز سے ایک چاکلیٹ ٹرفل اٹھایا اور اس میں دانت گاڑھے۔

وہ اب نیلوفر اور عبدالرحمن کی شادی کے گزرے ماہ و سال کا حال پڑھ رہی تھی۔

(گول ٹرفل سیاہ چاکلیٹ سے لبریز تھا مگر اندر گناش ساس کا کریمی مکسچر بھرا تھا۔ وہ میٹھا بھی تھا اور تلخ بھی۔ مگر ذائقے دار تھا اور اسی کا ذائقہ سب میں بہترین تھا۔ وہ ذائقہ جس کے پیچھے بہت سے لوگ ٹرفلز خریدتے تھے۔)

''ایک عورت اتنی x ریٹیڈ بک اپنی کم عمر بیٹی کے ساتھ کیسے لکھ سکتی ہے؟'' وہ ناگواری سے پڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نیلوفر کی طلاق اور اس کے بعد کے ابواب بھی شادی کے ابواب سے زیادہ مختلف نہ تھے۔

(nutella ٹرفلز' چاکلیٹ ٹرفل سے ذرا مختلف تھے۔ ان میں hazlent اور نٹیلا ڈالا گیا تھا۔ وہ اتنے ہی سیاہ اور تلخ تھے' مگر nuts ان کو ذائقے دار بنا رہے تھے۔ سیاہ چاکلیٹ کا سفر مزید دلچسپ ہوتا جا رہا تھا۔)

تیسرا پہر شروع ہوا اور رجہان نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ بغیر کسی نیند کے آثار کے' بالکل منہمک سی کتاب کے مطالعے میں گم تھی۔ وہ جو پڑھ رہی تھی' ویسے ہی تاثرات اس کے چہرے پہ تھے۔

''ایک سوال پوچھوں؟'' وہ سوچ کے کہہ رہا تھا۔

''ابھی نہیں۔ ہمیں صبح سے پہلے اس کو مکمل کرنا ہے۔'' تالیہ نے موبائل سے نظریں ہٹائے بغیر اس کو چپ کروا دیا۔ اس نے پہلو بدلا اور واپس پڑھنے لگا۔ صوفیہ رحمن کی کردارکشی پہ لکھے باب کو نگلنے کے لئے اس نے منی چاکلیٹ چیز کیک کا ٹکڑا اٹھا لیا تھا۔

(چاکلیٹ چیز کیک میں پنیر کا ذائقہ بھی تھا' اور کریم کا کھٹاپن بھی۔ مٹھاس بھی اور 'اوریو' کی سخت چاکلیٹ کرسٹ کی سختی بھی۔ گویا اس میں سارے ذائقے ایک ساتھ رچ بس گئے تھے۔)

آخری ابواب نیلوفر کی بے چارگی بھری حالیہ زندگی کی کہانی سناتے تھے۔ کیسے اسے کئی سال سے صوفیہ کی طرف سے

دھمکیاں دی جاتی رہیں' مگر وہ ڈٹی رہی۔ ان ابواب میں فاتح سمیت دوسرے کئی سیاستدانوں کی کردارکشی بھی کی گئی تھی۔ تالیہ کا نام بھی کئی دوسری خواتین کے ساتھ درج تھا اور اسے پڑھتے ہوئے وہ ماتھے پہ بل ڈالے ہوئے تھی۔

(جو چاکلیٹ bon bon وہ اس وقت کھا رہی تھی' وہ دل کی شکل کا تھا۔ باہر سے خستہ کرسٹ لئے... اس کے وسط میں چاکلیٹ ساس بھری تھی۔ اس کا ذائقہ تلخ تھا۔ اور اگر مٹھاس تھی بھی تو میز پہ رکھی ساری چاکلیٹس کے ذائقے نے اس کو ختم کر دیا تھا۔)

چار سو پچاس صفحات کی کتاب ختم ہوئی تو کھڑکیوں کے باہر روشنی پھیل رہی تھی۔ تالیہ نے چہرہ اٹھایا تو اس کی آنکھیں مسلسل مطالعے سے گلابی پڑ رہی تھیں۔ وہ بڑے صبر سے صوفے پہ بیٹھا تھا۔ اس نے کافی دیر ہوئی موبائل رکھ دیا تھا۔

''تم نے پڑھ لی؟''

''تمہارے برعکس مجھے کتابیں پڑھنے کی عادت ہے' اس لئے میری رفتار تیز ہے۔'' وہ بے تاثر سا لگ رہا تھا۔ اسے کتاب نے اس طرح 'متاثر' نہیں کیا تھا جیسے تالیہ کو کیا تھا۔ وہ ابھی تک گہرے صدمے کے زیر اثر تھی۔

''یہ کیا تھا؟'' اس کا انداز حواس باختہ سا تھا۔ ''مانا کہ میں صوفیہ رحمٰن کی مخالف رہی ہوں مگر اس کا باپ اب اتنا بھی شیطان نہیں تھا جتنا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔''

''مجھے نہیں معلوم اس میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ لکھا ہے۔ لیکن ایسی کتابیں سچائی کے دانے کے ساتھ ہی لکھی جاتی ہیں۔ جو بھی ہے' اگر وہ اس کتاب کو لے کر کئی دن میڈیا پہ انٹرویوز دیتی رہی تو بہت سے لوگ ہرٹ ہوں گے۔''

''ڈونٹ وری۔ وہ اس کتاب کو نہیں چھاپے گی۔'' اس نے درد کرتی آنکھیں مسلتے ہوئے فون رکھ دیا۔ ''تالیہ نے کتاب اس کے ہاتھوں سے چرا لی ہے۔ اس کو اس کے دماغ سے کیسے چرانا ہے' یہ تالیہ کو معلوم ہے۔''

اسے یقین تھا کہ وہ سیاہ رات اب ختم ہونے کو تھی۔ بالآخر وہ اپنی آزادی حاصل کرنے جا رہی تھی۔

☆☆=========☆☆

منرواکروز کا سفر ابھی رواں دواں تھا۔ آج صبح وہ ایک دوسرے کھنڈر پہ رکی تھی اور مسافر اترکے اس کھنڈر کی سیاحت میں مصروف ہو گئے تھے۔ ایسے میں تالیہ چپ چاپ اپنی جیکٹ کی ہڈ سر پہ گرائے' بیگ کندھے پہ ڈالے' گردن جھکائے اس مجمعے کے درمیان سے راستہ بناتی سڑک کی طرف بڑھ گئی تھی۔

اس کا کام کروز میں مکمل ہو چکا تھا۔

پانچ دن بعد اس نے کوئی سڑک دیکھی تھی۔ گاڑیاں' موٹر بائیکس اور تیز چلتی بسیں عجیب سی لگ رہی تھیں۔ کل تک لگتا تھا

کہ ساری دنیا پانی میں ڈوب چکی ہے۔ جب وہ قدیم ملاکہ میں چار ماہ گزار کے آئی تھی' تب بھی ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔

شاید ہمارے اردگرد ہر چیز ہمیں تب تک عجیب لگتی ہے جب تک اس کی عادت نہ پڑ جائے۔

برائیوں کی بھی۔

اچھائیوں کی بھی۔

اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھی۔ وہ واپس قاہرہ جا رہی تھی۔ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ہُڈ کے ہالے میں اس کا چہرہ مسکراتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہ مسکراہٹ بہت عرصے بعد اس چہرے پہ نظر آئی تھی۔

یہ قدیم ملاکہ جانے سے قبل والی اسکا مرتالیہ کی مسکراہٹ تھی۔

اب اسے صوفیہ کو کال کرنی تھی۔

"جب آپ نے مجھے ملاقات کا شرف بخشا تھا' یا نگ دی بر حرمت....." وہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے موبائل کان سے لگائے اپنی زبان میں کہہ رہی تھی۔ صوفیہ دوسری جانب ہمہ تن گوش تھی۔ "تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اس کتاب کو برداشت نہیں کر سکیں گی۔"

"کوئی بھی بیٹی نہیں کر سکتی۔ اب مجھے بتاؤ کہ....."

"پہلے آپ مجھے کچھ بتائیں۔" وہ دوٹوک انداز میں بولی۔ "آپ کیوں چاہتی ہیں کہ اس کتاب کو چھاپنے کا خیال نیلوفر کے ذہن سے نکل جائے؟"

"کیا مجھے دوبارہ بتانے کی ضرورت ہے؟" صوفیہ کو یہ سوال ناگوار گزرا۔

"اس بساط پہ میں آپ کا واحد knight ہوں' ملکہ عالیہ۔ آپ کو اس کتاب سے پیچھا چھڑانے کے لئے تالیہ کے سوالات کو برداشت کرنا پڑے گا۔"

صوفیہ نے کڑوی سی سانس اندر اتاری اور بظاہر تحمل سے بولی۔ "میں یہ اس لئے چاہتی ہوں تاکہ نیلوفر میرے بابا کو بدنام نہ کر سکے۔"

"اور آپ کے بابا کیسے بدنام ہوں گے؟"

"اس کی کتاب کی غلاظت لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ جائے گی۔ میرے ووٹرز کے دل میں میرے بابا کا امیج تباہ ہو جائے گا۔"

"تو یہ ہمارا سب سے بڑا خوف ہے' ہے نا؟ کہ داتو سری کو بدنام ہونے سے بچایا جائے۔"

''تم یہ آل ریڈی جانتی ہو تالیہ۔'' وہ ضبط سے بولی۔

''مزید اس کتاب کے شائع ہونے کا سوچ کے کیا بری باتیں آپ کے ذہن میں آتی ہیں؟''

صوفیہ نے چند لمحے کے لیے سوچا۔

''وہ عورت ہر بین الاقوامی چینل پہ بیٹھ کے انٹرویوز دے رہی ہو گی۔ مصالحے دار چٹپٹی باتیں بتا رہی ہو گی۔ عوام دم سادھے اس کو سن رہے ہوں گے۔ وہ ہر جگہ چھائی ہو گی۔''

''اگر ایسا ہوا بھی تو آپ کی پارٹی بھی جوابی انٹرویوز دے گی۔''

''ہاں اور اس صوفیہ بمقابلہ نیلوفر جنگ سے میری ساری کیمپین تباہ ہو جائے گی۔ میری پارٹی سب کام چھوڑ کے اس کو جواب دے رہی ہو گی فاتح کا مقابلہ کرنے کی بجائے۔ اور اگر ہم جواب نہیں دیتے تو نیلوفر دن وومن شو کے طور پہ چھا جائے گی۔ آگے کنواں پیچھے کھائی۔''

''اس کے علاوہ؟'' اس کے سوال صوفیہ کو تاؤ دلا رہے تھے۔

''اس کے علاوہ یہ کہ وہ نہ صرف میرے باپ کو بدنام کرے گی' بلکہ اپنی کتاب بیچ کے کئی ملین ڈالرز کما لے گی۔ وہ ایک بہت امیر عورت بننے والی ہے۔ اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ یہ کتاب نہ آئے۔ اگر یہ کسوٹی ختم ہو گئی ہے تو میں اپنے کام کر لوں؟''

''ایک آخری بات۔'' تالیہ سوچتے ہوئے بولی۔ ''آپ یہ چاہتی ہیں کہ داتو سری بدنام نہ ہوں' نیلوفر امیر نہ ہو اور وہ میڈیا پہ کسی ملکہ کی طرح بیٹھی انٹرویوز نہ دے رہی ہو۔ ہمارے یہ تین مقاصد پورے ہو گئے تو میری ڈیل پوری ہو گئی' ہے نا؟''

''ہاں اور یہ سب تب ہی ہو سکتا ہے جب وہ اس کتاب کو شائع نہ کرے۔''

''یانگ دی برحرمت!'' (عزت مآب) وہ مسکرا کے کھڑکی کے باہر گزرتی دکانوں کو دیکھ کے بولی۔ ''میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ یہ تینوں کام ہو جائیں گے۔ میں کامیابی کے بہت قریب ہوں مگر آپ کو مجھے میرے طریقے سے کام کرنے دینا ہو گا۔''

''تمہارا طریقہ؟''

''آپ دیکھ لیں گی۔ یہ تالیہ کے پلانز ہیں۔ تالیہ کی مرضی!'' اس نے مسکرا کے فون رکھ دیا۔

ٹیکسی اب قاہرہ کے ایک مصروف بازار کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف خوانچہ فروشوں کی ریڑھیاں اور رش نظر آتا تھا۔ شیشے بند ہونے کے باعث شور اندر نہیں آ رہا تھا۔ تالیہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکائے فون پہ

ای میل لکھنے لگی۔

''ڈیئر الماس۔

کتاب کی میبل ریڈ مکمل ہو چکی ہے اور ترجمے کا آغاز ہو گیا ہے۔ یہ کتاب اتنی ایموشنل اور دل کو چھونے والی تھی کہ اس کو پڑھتے وقت کمرے میں ایک بھی آنکھ خشک نہیں تھی۔ میں اور میری ٹیم بے چینی سے آپ کا ترکی میں انتظار کر رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کروز پہ اپنا سفر مختصر کر کے پرسوں ہی ترکی آجائیں۔ انڈین سب ایڈیٹر بھی یہاں ہوں گے اور آپ جلد سارے کام مکمل کر کے شادی کی تیاریوں میں میری فیملی کے ساتھ شامل ہو سکیں گی۔

زینب کامران''

ٹیکسی ابھی ہوٹل کے راستے میں تھی جب اسے جوابی ای میل موصول ہوئی۔

''تھینک یو سو مچ زینب۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ ہمیں آگے کینیڈا بھی جانا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم استنبول کے لئے پرسوں کی فلائیٹ بک کر لیں۔ ایک ہفتہ ہم استنبول میں گزار کے کینیڈا چلے جائیں گے۔ اور ہاں میری والدہ کا شادی کے لئے جوڑا بھی تیار ہے۔''

تالیہ نے مسکرا کے رسمی سا جواب دیا اور فون رکھ کے خود سے بولی۔

''اب دیکھتے ہیں بے الماس کہ کس کی عزت کس کے ہاتھ میں ہے۔''

ٹیکسی اب کھجور کے درختوں سے مزین ہوٹل میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے ایک سرسری سی نظر درختوں کے جھنڈ پہ ڈالی۔ وہ اس کے اندر کوئی خوف' کوئی ناسٹیلجیا جگانے میں ناکام رہے تھے۔

شاید وہ ذہنی طور پہ تندرست ہو رہی تھی۔

☆☆==========☆☆

قاہرہ اور غیزہ کو ملانے والے پُل کے اوپر شام اتر رہی تھی۔ وہ ایک طویل پل تھا جس کے نیچے نیل بہہ رہا تھا۔ دریا کے اس کنارے بہت سے ریستوران بنے تھے جن کے لان پانی کے دہانے پہ ختم ہوتے تھے۔ وہاں اونچی ریلنگ بنی تھی۔

جس ریستوران میں اس وقت وہ موجود تھی' اس کی ریلنگ کے ساتھ کھڑے ہو تو نیچے دریا اور سامنے پل دکھائی دیتا تھا۔ یہاں کھڑے ہوئے پل بے حد قریب لگتا تھا۔ منروا کے سفر نے اسے نیل کا اتنا عادی بنا دیا تھا کہ وہ ایک پہر بھی دریا سے دور نہ رہ سکی تھی۔

''مرحبا۔'' حسبِ معمول وہ بنا چاپ کے اس کے عقب میں آ کھڑا ہوا۔ البتہ اس کے بولنے پہ وہ نہیں چونکی۔ بس مسکرا کے

گردن موڑی۔ آج اس نے سر پہ ہیٹ نہیں پہنا تھا۔ بلکہ سیاہ بالوں پہ ہیئر بینڈ لگا رکھا تھا اور لباس بھی ملائیشیاء کا روایتی باجو کرنگ تھا۔ گلابی سا اسکرٹ اور اوپر سبز لمبی قمیص۔ کندھے پہ پھولدار اسٹول۔

"مرحبا' جہان بے۔ تم نے مجھے ڈھونڈ لیا۔"

جہان نے پتلیاں سکوڑ کے اچنبھے سے اس کے حلیے کو دیکھا۔

"تم نے کہا تھا تم کال کرو گی مگر تم نے نہیں کی۔ البتہ تم نے اپنے پرانے نمبر آن کر لئے اور اپنا حکومتی کریڈٹ کارڈ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور اب تمہیں دیکھ کے کوئی دور سے بھی بتا سکتا ہے کہ تم ملے ہو۔ مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ تم....."

"کہ میں چھپنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ اب مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔" تالیہ نے کہتے ہوئے موبائل اسکرین اس کے سامنے لہرائی۔ جہان نے اسکرین کو دیکھ کے افسوس سے سر جھٹکا۔

"تم انسٹا اور ٹوئیٹر پہ چیک ان بھی کر چکی ہو۔ سیلفی بھی ڈال چکی ہو۔ یعنی تم اپنے عوام کو بتانا چاہتی ہو کہ تم قاہرہ میں ہو۔ یہ پلان کا حصہ ہے؟"

پی کیپ والا آدمی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا وہ اس کی طرف سے مزید مشکوک نظر آ رہا تھا۔

"ظاہر ہے یہ پلان کا حصہ ہے۔" وہ چمکتی آنکھوں سے مسکرائی۔ "اور ہاں... میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔"

وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑی ہوئی اور بازو سینے پہ لپیٹ لئے۔ اس کی پشت پہ اب دریا بہہ رہا تھا جس میں دور دور تک کشتیاں تیرتی نظر آ رہی تھیں۔

"میرا شکریہ؟" اس نے تعجب سے ابرو اٹھایا۔

"ہاں۔ کیونکہ میں انسانی نفسیات کو تمہاری طرح باریک بینی میں نہیں سمجھتی تھی۔ مجھے خود کو کسی کی جگہ رکھ کے سوچنا نہیں آتا تھا۔ تمہاری مدد کے بغیر میں واقعی نیلوفر کو کون نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے تمہارا شکریہ۔"

"تمہیں کوئی سر پہ چوٹ وغیرہ تو نہیں لگی نا؟"

مگر تالیہ نے اس کا طنز نظر انداز کیا اور وہ گردن موڑ کے دریا کو دیکھنے لگی۔

"میں یہ نہیں کہوں گی کہ مجھے صبر کرنا آ گیا ہے' لیکن بہت عرصے بعد مجھے وہی لطف محسوس ہوا ہے جو کسی کو اسکام کر کے محسوس ہوتا تھا۔ مگر تب ایک گلٹ بھی تھا جو دل کو سیاہ کر جاتا تھا۔ اس دفعہ وہ گلٹ نہیں ہے۔ میں خود کو کریڈٹ دینا چاہتی ہوں' اور واقعی (چہرہ اس کی طرف واپس موڑا) واقعی اپنی عزت کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کیا؟"

وہ جو کوئی اور چوٹ کرنے جا رہا تھا' اس بات پہ گہری سانس لی اور جوتے کی نوک سے گھاس کو مسلنے لگا۔ ''تمہیں اپنے آپ پہ فخر ہونا بھی چاہیے۔ جو کام تمہاری وزیرِاعظم کے وفادار سپاہی نہیں کر سکے وہ تم نے اکیلے کر دکھایا ہے۔''

''اکیلے کہاں؟ تم میرے ساتھ تھے۔''

''تمہیں واقعی سر پہ چوٹ لگی ہے۔ مگر خیر.... میں نے کچھ نہیں کیا۔ پلان تمہارا تھا۔ اداکاری تمہاری تھی۔ یہ تمہارا اپنا کمال تھا۔'' وہ بے نیاز تھا۔ اسے کوئی کریڈٹ کوئی ستائش نہیں چاہیے تھی۔

''تم بھی میرے جیسے کام کرتے ہو۔ مگر تم مجھے گلٹی نہیں لگتے۔ کیوں؟''

''کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا تھا۔''

وہ گہری سانس لے کر اس کے ساتھ ریلنگ سے ٹیک لگائے آ کھڑا ہوا۔ اب دونوں کی پشت پہ دریا تھا۔ وہ سر جھکائے' جوگر سے گھاس کو رگڑتے کہہ رہا تھا اور وہ گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

''I lie for a living. مجھے یہی کام آتا ہے۔ لوگوں کو manipulate کرنا' موقع پہ کور اسٹوریز گھڑنا.... چیزوں کو قابلِ یقین بنا کے پیش کرنا.... یہ میرا ٹیلنٹ ہے۔ یہی تمہارا ٹیلنٹ ہے۔ اور ٹیلنٹ اچھا برا نہیں ہوتا۔ اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔''

''مگر اس طرح میرا ٹیلنٹ تو جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہوا۔''

''نہیں۔ تمہارا ٹیلنٹ لوگوں کی نفسیات کو سمجھ کے ان کے سامنے اپنی مرضی کی چیز کو believable بنا کے پیش کرنا ہے۔ جو لوگ اس کو اچھے کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں' وہ جانتی ہو کیا بنتے ہیں؟ رائٹرز' اور موٹیویشنل اسپیکرز۔''

''رائٹرز اور اسپیکرز جھوٹے ہوتے ہیں کیا؟''

''نہیں مگر وہ 'امید'' کو believable بنا کے پیش کرتے ہیں۔ وہ اچھے کاموں کی ترغیب دینے کے لئے لوگوں کے سامنے اچھائی کی فتح کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ کہانیوں کے ذریعے' تقریروں کے ذریعے۔ ان کو باتیں بنانا آتی ہیں تو وہ اچھائی کو پھیلانے کے لئے باتیں بناتے ہیں۔ اگر وہ لکھ اور بول نہ سکیں تو وہ برے لوگوں کے خلاف اپنے اسی ٹیلنٹ کو دوسرے طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے میں کرتا ہوں۔ اور مجھے اس کا کوئی گلٹ نہیں ہے۔ میں نے خود کو قبول کر لیا ہے۔''

''مگر کچھ ماہ پہلے تک مجھے اپنا یہ ٹیلنٹ ایک curse لگتا تھا۔''

''نہیں۔ یہ تمہارا تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کوئی تحفہ عطا کیا ہوتا ہے۔ وہ تحفہ اس کا امتحان ہوتا ہے۔ ایسے کہ وہ اس کو ذلیل بھی کرواتا ہے' تکلیف بھی دیتا ہے اور انسان اپنی اس خوبی کی وجہ سے دوسرے لوگوں سے اذیت بھی سہتا ہے یہاں

تک کے اسے لگتا ہے کہ یہ نعمت نہیں تھی۔ یہ اس کے لئے ایک curse اور بوجھ تھی۔ وہ اس سے چھپنے لگتا ہے، اس سے بھاگتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غلط اپروچ ہے۔"

"اور درست اپروچ کیا ہے؟"

"اللہ نے آپ کو جس کام میں اچھا بنایا ہے، وہ آپ کو مفت میں نہیں مل گیا کہ آپ جب چاہیں اس کو ترک کر دیں کہ مجھے اس سے دکھ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ آپ اس کے تحفے کی قدر دانی کرتے ہیں یا نہیں۔ ہر انسان کا اللہ کی دنیا میں ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ تمہارا وہ تحفہ تمہیں تمہارا مقصد تلاش کرنے کے لئے عطا کیا گیا ہے۔ اس سے بھاگو نہیں۔" پھر توقف سے بولا۔ "اب اگر تم دوبارہ میرا شکریہ ادا کرنا چاہو تو....."

"Thanks but no thanks" اس نے گھڑی دیکھی۔ "اینی ویز...وہ ماں بیٹی پرسوں ترکی جا رہی ہیں جہاں ان کے خوابوں کا مقبرہ ان کا انتظار کر رہا ہے۔" اس کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔

"تم نے طے کر لیا کہ اس کی کتاب کو اس کے ذہن سے کیسے چرانا ہے؟"

"ہاں...." وہ اس سوال کا جواب ڈھونڈ چکی تھی۔ "جانتے ہو ایک رائٹر کی کتاب کب اس کے ذہن میں تباہ ہوتی ہے؟ یعنی....اس کی قیمتی تخلیق اس سے شائع ہونے سے قبل کیسے چھینی جاتی ہے؟" وہ مسکرا کے کہہ رہی تھی۔ "میں جانتی ہوں کیونکہ میں یہ پہلے کر چکی ہوں۔ میں نے ایک رائٹر کی کتاب شائع ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں خراب کی تھی۔"

"وہ کیسے؟" وہ تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایڈم جب اپنی کتاب لکھ رہا تھا تو وہ روز چند صفحات لکھ کے مجھے دیتا تھا۔ میں نے ان میں ایک ذرا سی تبدیلی کی تھی۔ ایک نام کی۔ اور ایڈم کا دل بجھ گیا تھا۔ کسی صاحبِ کتاب کے لئے سب سے ناقابل برداشت بات کیا ہوتی ہے؟"

"کہ اس کی کتاب میں ردوبدل کر دیا جائے؟" اس نے کہتے ہوئے اوپر آسمان کو دیکھا۔

"ہاں۔ معمولی سا ردوبدل۔" اس نے دو انگلیوں کے بیچ ذرا سی ہوا کو مقید کر کے دکھایا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"پھر اتنا جان لو کہ...نیلوفر کتاب شائع نہیں کرے گی۔" وہ زور دے کر بولی۔

"تمہیں اتنا یقین کیسے ہے؟"

"کیونکہ اس کتاب کو میں شائع کروں گی!"

نیل کنارے کھڑی لڑکی کی مسکراہٹ شریر تھی۔

☆☆=========☆☆

اتاترک ائیر پورٹ استنبول پہ اس شام معمول کا رش تھا۔

اناؤنسمنٹ اور مسافروں کا شور آپس میں گڈمڈ ہو رہا تھا۔

تمام ضروری کارروائیوں سے فارغ ہو کے نیلوفر اپنی ماں کے ہمراہ گردن کڑائے چلتی ہوئی ایک بنچ کی طرف آ رہی تھی۔
یہ بنچ ائیر پورٹ کے خارجی دروازے کے قریب تھا۔ اس کے سامنے ہی ووڈافون کا وئنٹر بنا تھا جہاں سے الماس اس وقت نیا سم کارڈ خرید رہی تھی۔

نیلوفر کی ماں اکتائی اکتائی سی بنچ پہ بیٹھی' البتہ نیلوفر نے بالوں کی لٹ انگلی سے ہٹاتے ہوئے پہلے اردگرد کا جائزہ لیا' چند قریبی افراد کی جانب مسکراہٹ اچھالی' پھر ٹشو سے بنچ کو علامتی سا صاف کیا اور ٹانگ پہ ٹانگ جما کے بیٹھی۔

الماس شولڈر بیگ کو کھنگالتی ان کے قریب آئی' دھپ سے بنچ پہ گری اور پوری توجہ سے نئی سم فون میں ڈالنے لگی۔

''زینپ کے آنے میں کتنی دیر ہے؟'' نیلوفر نے گھڑی دیکھی۔

''اس کی ای میل آئی تھی ابھی۔ وہ ائیر پورٹ کے راستے میں ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ترکش نمبر لے کر اس کو میسج کر دوں۔ اس نے اپنا فون نمبر دیا ہے نا۔'' سم سیٹ کر کے الماس نے الجھے بال کانوں کے پیچھے اڑسے اور زینپ کو کال ملائی۔ چند گھنٹیاں گئیں مگر کال ریسیو نہیں کی گئی۔

اس نے گہری سانس لے کر بنچ سے ٹیک لگائی تو ساتھ ہی زینپ کی ای میل موصول ہوئی۔

''میں دس منٹ تک ائیر پورٹ پہنچ جاؤں گی۔ آپ لوگ کہاں ہیں؟''

اپنی ترک میزبان کا پیغام پڑھ کے الماس مسکرا کے جواب لکھنے لگی۔

''ہم ایگزٹ کے قریب ووڈافون کاؤنٹر کے سامنے بیٹھے آپ کے منتظر ہیں۔''

اس نے ای میل بند کر کے واٹس ایپ کھولا تو ابرو اکٹھے ہوئے۔ بہت سے دوستوں نے ایک لنک شیئر کر رکھا تھا۔

''ممی!'' اس نے چونکنے انداز میں اسکرین کو دیکھتے ماں کو پکارا۔ ''وہ جو تالیہ مراد ہے نا... اس نے اس روز مندر میں آپ کی گفتگو ریکارڈ کر لی تھی۔ دیکھیں اس نے ویڈیو پبلک کر دی ہے۔''

تالیہ نے اس ویڈیو کو ٹویٹ کر دیا تھا اور الماس کو برا لگا تھا مگر نیلوفر گردن پیچھے پھینک کے ہنس دی۔

''ہاں تو اچھا ہے نا۔ وہ مجھے زیادہ مشہور کر رہی ہے۔'' پھر الماس کے کندھے پہ جھک کے اس کی اسکرین پہ جھانکا۔ ''میرا خیال ہے مجھے ایک باب الگ سے تالیہ اور اس کے باس کے افیئر پہ بھی لکھ دینا چاہیے۔ (انگلیوں سے ہوا میں لکھنے کا اشارہ

کیا۔) میرے قلم کی ذراسی جنبش ان کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔''

الماس مسکرا دی۔ ''گڈ آئیڈیا۔'' اور فون جیب میں ڈال دیا۔ اب ان کو تسلی سے زینپ کا انتظار کرنا تھا۔

ایک قلی قریب آیا اور ٹیکسی کے بارے میں معلومات دینے لگا تو الماس نے ہاتھ جھلا دیا۔ ''ہماری فرینڈ پک کرنے آ رہی ہے۔'' وہ سر ہلا کے چلا گیا۔

لمحے یونہی پھسلتے رہے۔ وہ تینوں اپنے اپنے فون پہ لگی اپنا سوشل میڈیا دیکھ رہی تھیں۔ دفعتاً الماس نے گردن اٹھا کے دیکھا۔ آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا مگر زینپ نہیں آئی تھی۔ اس نے فون پہ ای میل کھولی اور پیغام لکھا۔

''زینپ... میم نیلوفر تھکنے لگی ہیں۔ آپ کب تک پہنچیں گی؟''

فون نیچے کیا ہی تھا کہ وہ قلی دوبارہ قریب منڈلانے لگا۔

''میں نے کہا ہے نا کہ میری فرینڈ ائیر پورٹ کے راستے میں ہے۔ تم ہٹو یہاں سے۔'' اس نے سختی سے کہا تو قلی نے دانت نکالے۔

''وہ دوسرے ائیر پورٹ تو نہیں چلی گئی؟''

''وہ ترک ہے۔ اس کو راستے آتے ہوں گے۔ اس کی فکر نہ کرو۔'' نیلوفر نے جماہی روکتے ہوئے ہاتھ جھلایا۔ مگر الماس کرنٹ کھا کے سیدھی ہوئی۔

''دوسرا ائیر پورٹ؟''

''جی میڈم۔ استنبول میں دو ائیر پورٹ ہیں۔ صبیحہ گوک چن اور اتاترک۔''

الماس نے ہاتھ سے اسے ہٹنے کا اشارہ کیا اور الجھ کے موبائل دوبارہ کھولا۔ زینپ کی کل سے اب تک کی تمام ای میلز کو وہ سرسری سا پڑھنے لگی۔

''اس نے کہا وہ ائیر پورٹ پہنچ جائے گی۔ ائیر پورٹ اس کے گھر سے قریب ہے.... جو ہوٹل اس نے بک کروایا ہے وہ بھی ائیر پورٹ سے قریب ہے....'' وہ تعجب سے میلز دیکھ رہی تھی۔ ''مگر ممی.... میں نے تو اسے بتایا ہی نہیں کہ ہم نے کس ائیر پورٹ سے آنا ہے۔''

''اوہ۔ وہ دوسرے پہ چلی گئی ہو گی۔ اس کو کال کرو۔'' تانی نے اکتا کے کہا مگر الماس سر جھکائے فون ہاتھوں میں لیے سن سی بیٹھی تھی۔

''موبائل نمبر پہ تو کبھی میری اس سے بات نہیں ہوئی۔ اسکائپ اور ای میل پہ ہوئی ہے۔'' وہ ایک دم پریشانی سے

اسکائپ پہ کال کرنے لگی۔ جواب ندارد۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ای میل لکھی۔

''آپ کہاں ہیں زینب؟ ہم اس وقت اتاترک ائیر پورٹ پہ ہیں۔''

ساتھ ہی اس نے بے چینی سے اس کی ایجنسی کا ویب پیج کھولا۔ وہاں آفس نمبرز درج تھے۔ الماس سفید چہرہ لئے ایک ایک نمبر ڈائل کرنے لگی۔ گھنٹیاں جا رہی تھیں لیکن رات کے اس پہر کسی نے کال ریسیو نہیں کی تھی۔

نیلوفر نے فکرمندی سے پہلو بدلا۔''الماس۔ پریشان نہ ہو.....وہ آ رہی ہو گی۔ اس نے ہمیں شادی تک پہ انوائیٹ کیا ہے۔''

''شادی کا کارڈ کہاں ہے؟ شادی کا وینیو کیا ہے؟''الماس فون کان سے لگائے جواباً تیزی سے بولی تھی۔

گھنٹیاں جا رہی تھیں مگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

''ریلیکس۔ اس نے.....اس نے ہمارے ساتھ کانٹریکٹ سائن کیا ہے۔ اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو ہم اس کو sue کر سکتے ہیں۔''

''کس پیسے کے ساتھ،ماما؟''وہ دبا دبا سا چیخی اور فون نیچے کیا۔ ایک دم سارا ائیر پورٹ الماس کو گھومتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

''تم یہ کہہ رہی ہو کہ.....''نانی کھنکھاری۔''کہ تم لوگوں نے ایک عورت سے ملے بغیر،اس کا فون نمبر لئے بغیر اس سے کانٹریکٹ کر لیا ہے؟''نانی نے باری باری دونوں کے فق پڑتے چہرے دیکھے۔''لیکن تم نے ابھی تک اسے کتاب تو نہیں دی نا؟''نانی کی آواز ہلکی ہوئی۔''یا دے دی ہے؟''اس نے دل پہ ہاتھ رکھا۔''ڈونٹ ٹیل می تم نے صرف ای میل پہ کسی کو کتاب دے دی ہے؟''

اور الماس کے دل پہ آرا سا چل گیا تھا۔ اس نے بے اختیار ماتھے کو چھوا۔ سر چکرا رہا تھا۔

تبھی ای میل ٹون بجی۔ زینب کی میل موصول ہوئی تھی۔

''ڈیئر الماس بخت اور ڈیئر نیلوفر بخت.....

Spoiler alert.....

سوری مگر ابھی دوسروں کی عزت اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں نہیں دی۔

الوداع۔''

وہ بالکل ساکت سی اسکرین کو دیکھ رہی تھی جب نانی کی لرزتی آواز سنائی دی.....

''الماس.....نیلو.....تالیہ مراد کا فیس بک دیکھو.....''

الماس میں سکت نہیں مگر نگر نیلوفر نے نانی سے فون لیا اور اسکرین سامنے کی۔ وہاں تالیہ کا اسٹیٹس جگمگا رہا تھا۔

''میرے پاس نیلوفر بخت کی کتاب سے متعلق دلچسپ معلومات ہیں۔ میں چند منٹ میں فیس بک لائیو کے ذریعے ان کو منظرِ عام پہ لاؤں گی۔ وِد لو ' تالیہ۔''

ائیرپورٹ پہ ان کے گرد لوگ آ جا رہے تھے۔ اعلانات اسی طرح ہو رہے تھے۔ مگر وہ تین عورتیں سُن سی بیٹھی نانی کے فون کی اسکرین کو دیکھ رہی تھیں۔

دوسروں کی عزت اور ذلت کے فیصلے کرنے والے نیلوفر کے ہاتھ بے بسی سے گود میں دھرے' اپنی دو برس کی محنت کا جنازہ فیس بک لائیو پہ نکلتے دیکھ رہے تھے۔

☆☆=========☆☆

تالیہ نے ہوٹل روم میں سیلفی اسٹک کے ساتھ کیمرہ یوں سیٹ کر رکھا تھا کہ وہ کرسی پہ بیٹھی نظر آ رہی تھی اور پیچھے کھلی کھڑکی سے کھجور کے درختوں کا جھنڈ نیلگوں شام میں ڈوبا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے' بالوں کو چہرے کے دونوں اطراف میں گرائے' مسکرا کے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔ ابھی اس نے ویڈیو کا بٹن آن نہیں کیا تھا۔ لائیو جانے میں چند منٹ تھے۔

''سلام ملائیشیاء!'' اس نے ساتھ رکھا پیالہ اٹھایا جس میں مالٹے کی پھانکیں بھری تھیں۔ سفید اور سیاہ روایتی باجو کرنگ پہنے' تالیہ مسکرا کے کیمرے میں کہہ رہی تھی۔ ''میں ہوں تالیہ مراد۔ لائیو فرام قاہرہ۔ اور میرے پاس ہے اپنے عوام کے لئے ایک بڑی خبر۔''

مالٹے کی پھانک منہ میں ڈالی اور مسکرا کے چباتے ہوئے وقفہ دیا۔ ویڈیو کے ویوز ہر لمحے کے ساتھ بڑھتے جا رہے تھے۔

''میں اسی کروز پہ سفر کر رہی تھی جس پہ نیلوفر بخت سفر کر رہی تھیں۔ اور اس سفر کے دوران ان کی ایک ناراض ٹیم ممبر نے مجھ سے رابطہ کیا اور گیس انہوں نے مجھے کیا بھیجا؟'' گود میں مالٹے کی پھانکوں کا پیالہ رکھے' اس نے میز سے پرنٹڈ کاغذات کا دستہ اٹھایا اور اسکرین کے سامنے کیا۔

''نیلوفر کی کتاب کا unedited مسودہ۔ آپ اس کا انتساب اور چیپٹرز کی فہرست دیکھ سکتے ہیں۔'' اس نے پہلے صفحات کیمرے میں دکھائے۔ پھر مسودہ نیچے رکھا اور مسکرا کے بات جاری رکھی۔ ''میں نے چند گھنٹے ضائع کر کے اس مسودے کو پڑھا ہے۔ اور مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ میرے ملک کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کے ساتھ یہ x ریٹیڈ کتاب لکھی ہے اور خود میرے بارے میں بھی ایک باب تحریر کیا ہے۔ خیر مجھ پہ جو الزامات انہوں نے لگانے تھے

لگا دیے مگر داتو سری عبدالرحمن ....'' تالیہ نے افسوس سے سر جھٹکا۔'' میں اس آدمی کو پسند نہیں کرتی۔ میں بالکل بھی ان کے خاندان کی عزت نہیں کرتی مگر وہ آدمی مر چکا ہے' نیلوفر صاحبہ۔ اس کے بارے میں اتنے بڑے بڑے جھوٹ اور الزامات لگاتے ہوئے آپ کو خدا کا خوف نہیں آیا۔ ایکچولی میں آپ کو بتاتی ہوں کہ انہوں نے داتو سری پہ کیا الزام لگائے ہیں۔ بلکہ....'' وہ رکی۔

'' میں اپنے عوام کے مفاد میں یہ کتاب مفت میں آپ سے شیئر کرنے کے لئے تیار ہوں مگر کل.... واپس کے ایل جا کے.... اور ہاں.... اگر مجھے راستے میں کچھ ہو گیا تو اس کی ذمہ دار نیلوفر بخت ہوں گی۔ سو.... کے ایل والو.... تیار ہو اس بک آف دی سنچری کے بارے میں جاننے کے لئے جس پہ میری وجہ سے آپ کو دس ڈالرز نہیں خرچ کرنے پڑیں گے؟ کل ملتے ہیں۔ بائے۔'' مسکرا کے آگے جھکی اور ویڈیو بند کی۔

اب وہ تسلی سے بیٹھی مالٹے کی پھانکیں منہ میں ڈال رہی تھی۔ ایک' دو' پانچ.... چھٹی پھانک پہ موبائل بجنے لگا۔ وہ جانتی تھی پہلی کال موحد کی آئے گی۔

'' تالیہ.... کل آٹھ بجے.... پرائم ٹائم.... تم اور میں انٹرویو کر رہے ہیں۔ پہلا انٹرویو میں تمہارا کروں گا اور میں انکار نہیں سنوں گا۔'' وہ اتھل پتھل سانسوں کے درمیان کہہ رہا تھا۔ تالیہ نے مسکرا کے ساتویں پھانک منہ میں ڈالی۔

'' وہ تو میں کروں گی' لیکن تمہیں مجھے میری من پسند قیمت بھی دینی ہو گی۔''

'' میں تمہیں بہترین رائلٹی دوں گا۔''

چند منٹ کے بھاؤ تاؤ کے بعد فون بند ہوا تو دوسری کال آنے لگی۔ پھر تیسری اور چوتھی۔

'' شیور۔ کل دس بجے میں آپ کے شو میں آؤں گی' سلوا' لیکن مجھے جو رقم چاہیے....''

'' کل نہیں' پرسوں شام چھ بجے والا سلوٹ میں آپ کو دے سکتی ہوں' روی' اور جو رقم میں ٹیکسٹ کر رہی ہوں' وہ میرے اکاؤنٹ میں پہنچ جانی چاہیے۔ نہیں' اس سے نیچے ایک رنگٹ نہیں۔''

'' میں آپ کے شو میں بک آف دی سنچری کو ڈسکس کرنے جا رہی ہوں۔ اتنے پیسے میرا حق ہیں۔''

درمیان میں دوسرا فون بجنے لگا تو تالیہ نے گہری سانس لی اور اینکر کی کال کاٹی۔ پھر وہ کال اٹھائی جس کا اسے انتظار تھا۔

'' یانگ دی برحرمت.... کیسی ہیں آپ؟'' وہ چہکی تھی۔

'' تالیہ.... تم کیا کر رہی ہو؟'' صوفیہ غصے سے کانپتی آواز میں غرائی تھی۔

'' میں؟'' اس نے ایک پھانک منہ میں ڈالی اور چباتے ہوئے بولی۔'' آپ کی عزت کی حفاظت کر رہی ہوں۔''

"اس کتاب کو لیک کر کے؟ یا اللہ۔ میں نے تمہیں کتاب روکنے کا کہا تھا۔"

"نہیں۔" چباتے ہوئے سر دائیں سے بائیں جھلایا۔ "آپ نے کہا تھا کہ نیلوفر کو اس کتاب سے پیسے نہیں بنانے چاہیے ہیں۔ یہ نہیں کہا تھا کہ تالیہ مراد اس سے پیسے نہیں بنا سکتی۔"

"میں....."

"آپ نے کہا تھا کہ داتو سری بدنام نہ ہوں تو نہیں ہوں گے۔ میں نے کتاب کو edit کر دیا ہے۔ خطرناک باتوں کو بدل دیا ہے۔"

صوفیہ دھیمی پڑی۔ "تم نے...." "ان"..... باتوں کو مٹا دیا ہے؟"

"نہیں۔" وہ ہنس دی۔ "میں نے ان کو بڑھا دیا ہے۔ جہاں اس نے لکھا ہے داتو سری نے دو شادیاں اور بھی کی تھیں وہاں میں نے پانچ شادیاں لکھ دیا ہے۔ جہاں اس نے لکھا کہ وہ دو طرح کے ڈرگز استعمال کرتے تھے وہاں میں نے ڈرگز کی تعداد آٹھ کر دی ہے۔ دو شادیوں پہ لوگ یقین کر سکتے ہیں۔ پانچ پہ کوئی نہیں کرے گا۔ نیلوفر مذاق بننے جا رہی ہے۔"

"آر یو کریزی؟ ابھی وہ انٹرویو دے گی اور بتائے گی کہ یہ باتیں تم نے تبدیل کی ہیں۔"

"میں یہی چاہتی ہوں کہ وہ بتائے کہ میں نے یہ باتیں تبدیل کی ہیں۔ تیسری بات جو آپ نہیں چاہتی تھیں وہ یہ تھی کہ نیلوفر کسی ملکہ کی طرح چینلز پہ بیٹھی آپ پہ کیچڑ اچھال رہی ہو۔ اب یہ نہیں ہو گا۔ نیلوفر ہر چینل پہ بیٹھی بتا رہی ہو گی کہ صفحہ نمبر چار سو دس پہ فلاں فقرہ درست ہے اور فلاں غلط ہے۔ وہ نہ کتاب کی تصدیق کر سکے گی نہ تردید۔ وہ صفائیاں دے گی اور کوئی اس پہ یقین نہیں کرے گا۔ اس کی کریڈیبیلٹی ختم ہو جائے گی۔"

پھر ذرا توقف سے بولی۔ "ہم دونوں جانتے ہیں کہ نیلوفر کی لکھی بہت سی باتیں سچ ہیں۔ آپ اپنے والد کے اعمال سے پیچھا نہیں چھڑا سکتیں صوفیہ۔ آپ صرف نقصان کو کم سے کم کر سکتی ہیں۔ میں وہی کر رہی ہوں۔ ڈیمج کنٹرول۔ میں اس کتاب کو اگلے ایک ہفتے تک میڈیا میں اتنا ڈسکس کرنے جا رہی ہوں کہ ایک ماہ بعد جب نیلوفر اس کو منظرِ عام پہ لائے گی تو کوئی اس میں انٹرسٹڈ نہیں ہو گا۔ میں ملائیشیاء کے لوگوں کو اس ٹاپک سے بور کرنے جا رہی ہوں۔ ڈونٹ ڈسٹرب پلیز!"

ٹھک سے فون رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اپنا سامان پیک کرنا تھا۔

☆☆==========☆☆

فجر ابھی طلوع نہیں ہوئی تھی اور اس کے ہوٹل کے پول کے سامنے کھجور کے درختوں پہ لگی بتیاں روشن تھیں۔ ملازم اس کا سامان کار میں رکھوا رہے تھے اور وہ درختوں کے قریب کھڑی بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔ ہیٹ سر پہ جما تھا اور متلاشی نظریں

ادھر ادھر لپک رہی تھیں۔ شاید وہ اسے الوداع کہنے ائیر پورٹ پہ آئے اور......

''تم نے میری فیس نہیں ادا کی!''

آواز پہ وہ مسکرا کے پلٹی۔ ایک دفعہ پھر وہ اس کی آہٹ نہیں سن پائی تھی۔

نیلگوں اندھیرے میں درختوں کے بیچ وہ کھڑا تھا۔ پی کیپ سر پہ پہنے' جیبوں میں ہاتھ ڈالے' سوئیٹر کے آستین کہنیوں تک چڑھائے' وہ اتنی صبح منہ اندھیرے بھی بالکل تازہ دم لگتا تھا۔

''تم نے کہا تھا تمہیں پیسے نہیں چاہیے ہیں۔ ورنہ میں نے تمہارے لیے ایک چیک کاٹ رکھا تھا۔ اینی ویز..تشکر ایدرم' غالپ بے!''

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور سردی بڑھ گئی تھی۔ وہ کچھ کہنے لگا مگر ویلے تالیہ کا سامان اٹھاتے آرہا تھا۔

''تمہاری ویڈیو کافی مشہور ہوئی ہے۔'' وہ آگے بڑھا اور اس کے بیگز باری باری اٹھا کے ویلے کو دینے لگا۔

''ہونی ہی تھی۔ البتہ نیلوفر نے فی الحال چپ سادھ لی ہے۔ وہ شاک میں ہے۔ اس کے کینیڈا اور میرے کے ایل پہنچنے تک ہم دونوں کے انٹرویوز کی میراتھن شروع ہونے والی ہے۔ گیم از آن!''

''اگر وہ تمہیں کتاب چوری کے لئے sue کرے تو؟''

''مگر میں نے کیا کیا ہے؟'' اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔ ''میں تو سوشل ایکٹویسٹ ہوں۔ سورس کا نام مخفی رکھ کے کچھ بھی منظر عام پہ لاسکتی ہوں۔ جیسے سارے رپورٹرز کرتے ہیں۔''

''اور اگر اس نے تم پہ الزام لگایا کہ تم نے اسے زینپ بن کے دھوکہ دیا ہے تو؟''

''تو اسے لوگوں کے سامنے یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس نے صرف ای میل پہ نہ صرف کسی کو پورا مسودہ دے دیا بلکہ شادی کا جوڑا بیگ میں لئے ترکی بھی پہنچ گئی۔ مجھے فراڈ ثابت کرنے کے لیے اسے خود کو بے وقوف ثابت کرنا پڑے گا۔''

''میرا خیال ہے کہ وہ کہے گی...تم نے مسودہ ہیک کروایا ہے۔''

''اور ہیک وہ ثابت نہیں کرسکتی۔ مجھے sue کرنے کے لئے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ نیلوفر کی سب سے بڑی طاقت وہ کتاب تھی اور وہ میں اس سے لے چکی ہوں۔''

''ویسے تم نے اسے ترکی کیوں بھیجا؟ تم اس کے مصر میں ہوتے ہوئے بھی یہ ویڈیو اپ لوڈ کرسکتی تھیں۔'' وہ جیسے یہ سوال کب سے پوچھنا چاہتا تھا۔

"فاتح کے لیے۔ اس نے فاتح کو ان کے بچوں کے سامنے بے عزت کرنے کے لیے بہت ہتک آمیز الفاظ کتاب میں لکھے تھے۔ ایک دوسرے ملک کے ائیر پورٹ پہ اپنی بیٹی کے ساتھ خوف اور بے بسی کا مزہ اسے بھی چکھانا تھا۔ انتقام ویسے بھی جتنا ٹھنڈا ہو اتنا اچھا ہوتا ہے۔ تمہیں لگا میں نے اس کے ساتھ کچھ زیادہ کر دیا؟"

"اوہ مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے۔ دوسروں کی عزت کو اپنے ہاتھ میں سمجھنے والوں کے ساتھ فائنل شو ڈاؤن کرنا مجھے ویسے ہی بہت پسند ہے۔" وہ کھلے دل سے مسکرایا تھا۔ پھر جیسے کچھ یاد آیا۔

"تم نے مجھے تین اہرام والے ہیروں کا قصہ نہیں سنایا۔"

تالیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تم جاننا چاہتے تھے نا کہ میں نے وہ کیسے چرائے تھے۔"

ذرا توقف سے بولی۔ "مگر میں نے وہ چرائے ہی نہیں تھے۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ واردات کس نے کی تھی۔"

اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ابرو استعجاب میں اٹھے۔ "مگر تم نے کہا تھا...."

"میں نے کہا تھا کہ اس بارے میں آخر میں بتاؤں گی۔ یہ نہیں کہا تھا کہ وہ میرا کام تھا۔ سوری۔" مسکراہٹ دبا کے کندھے پھر سے اچکائے۔

وہ چند لمحے ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھتا رہا' پھر افسوس سے گہری سانس لی۔ "No Offence لیکن تم واقعی اتنی بڑی واردات کر بھی نہیں سکتی تھیں۔"

"کیوں نا میں تمہیں ایک اور کہانی سناؤں؟" پلکیں جھپکا کے معصومیت سے کہا۔ "تمہاری کمزوری میں نے ڈھونڈ لی ہے۔"

"اچھا؟" وہ طنز سے مسکرایا اور دونوں ابرو اٹھائے۔

"میں جان گئی ہوں کہ تم اپنی فیملی کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔ کیونکہ تم مجھ پہ یا اپنے کسی ورک پارٹنر پہ کبھی بھی بھروسہ نہیں کر سکتے۔ کب کون بک جائے' کسی کو نہیں معلوم۔ مگر میں نے سوچا کہ تم اپنی بیوی یا ماں باپ' بہن بھائی... ان سب کو اتنا مخفی کیوں رکھتے ہو؟ اور تب مجھے خیال آیا کہ تمہاری فیملی میں صرف یہی لوگ نہیں ہوں گے... بلکہ..." ...... وہ اس کے چہرے کو غور سے پڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"بلکہ کوئی ایسا بھی ہے جس کے لئے تم خوفزدہ رہتے ہو۔ اس طرح کے کاموں میں تمہیں سب سے زیادہ خطرہ صرف ایک وجود کے لئے رہتا ہے....." نیم اندھیر درختوں میں اس کی آواز سرگوشی میں بدل گئی تھی۔

"You have a child !" وہ اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہہ رہی تھی۔

"بیٹا.....یا شاید بیٹی.....جو بہت معصوم اور کم عمر ہے.....اور اس کے لئے تم ڈرتے ہو۔اسی لئے میں چاہوں بھی تو تمہاری فیملی کا پتہ نہیں لگا سکتی۔ ہے نا؟"

وہ بے تاثر چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی بات ختم ہوئی تو تالیہ نے دیکھا اس نے دانت سے نچلا لب کاٹا تھا۔جب وہ بولا تو لہجہ سرد تھا۔

"تم فی الحال تم ان لیکس کی فکر کرو' تالیہ.....جو کوئی تمہارے نام سے بھیجتا ہے۔تمہارے خلاف کوئی سازش کر رہا ہے اور ایسی سازشوں پہ ملک کے وزیر اعظم بھی بچانے نہیں آیا کرتے۔" اس کے سرد اور روکھے انداز پہ وہ مسکرا کے کندھے جھٹکتی' بیگ لئے آگے بڑھی اور جاتے جاتے فقرہ اچھالا۔

"تمہیں کیسے پتہ ان سازشوں کے بارے میں؟"

وہ چند قدم آگے بڑھ گئی تھی جب اس نے اندھیر درختوں کے جھنڈ سے اس کی آواز سنی۔

"کیوں' بے تالیہ؟ تم کتابیں نہیں پڑھتیں کیا؟"

ان الفاظ پہ وہ پتھر کا بت بن گئی۔

قدم وہیں ثبت ہو گئے اور چند لمحے کے لئے دل دھڑکنا بھول گیا۔پھر وہ تیزی سے گھومی۔

"تمہیں کیسے پتہ یہ فقرہ جو....."

الفاظ لبوں پہ ٹوٹ گئے۔

درختوں کا جھنڈ ویران تھا۔

وہاں کوئی نہ تھا۔سایہ تک نہیں۔

کسی خیال کے تحت اس نے اپنے ہینڈ بیگ کے کھلے دہانے میں ہاتھ ڈالا۔پہلے خانے میں رکھا چیک بھی غائب تھا۔وہ اپنی فیس اپنے طریقے سے لے چکا تھا۔اس نے کہا تھا کہ اسے پیسے نہیں چاہیے ہیں۔مگر اس نے یہ بھی کہا تھا کہ

"I lie for a living!"

وہ پول کے کنارے تنہا کھڑی تھی۔

جہان سکندر جا منی اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا۔

ایسے جیسے وہ کبھی اس کی کہانی میں آیا ہی نہ ہو۔

تالیہ نے ایک تھکی ہوئی گہری سانس اندر کھینچی اور آگے بڑھ گئی۔اس کو ائیر پورٹ پہنچنا تھا۔

☆☆=========☆☆

پردھانہ پترا ملائیشیاء کے دارالحکومت پترا جایا کی ایک سبز گنبد والی پر شکوہ سی عمارت ہے جس کے اندر وزیرِ اعظم کا آفس موجود ہے۔آفس میں بھوری لکڑی کا کام نمایاں نظر آتا ہے۔

وہاں ایک بڑی ٹیبل کے پیچھے صوفیہ رحمٰن ٹیک لگائے براجمان تھی اور اس کی پشت پہ دیوار گیر بک شیلف بنے تھے جو گہری بھوری لکڑی کے تھے۔اتنے کھلے کھلے سے آفس کو گہرے رنگوں نے تنگ سا بنا رکھا تھا۔

دیوار پہ نصب ٹی وی روشن تھا اور ٹیک لگا کے بیٹھی صوفیہ چینل پہ چینل بدل رہی تھی۔

ایک چینل پہ تالیہ مراد اسٹوڈیو میں بیٹھی نظر آتی تھی۔ٹانگ پہ ٹانگ جمائے وہ مصنوعی غصے سے کہہ رہی تھی۔"ٹھیک ہے میں صوفیہ رحمٰن کی مخالف ہوں مگر فوت ہو جانے والوں کا احترام انسانیت کے زمرے میں آتا ہے۔صفحہ نمبر 312 پہ نیلوفر داتو سری کے بارے میں لکھتی ہیں کہ وہ نفسیاتی مریض بھی تھے۔اور یہ دوائیں استعمال کرتے تھے۔مجھے بتائیں ایک آدمی نفسیاتی مریض ہونے کے ساتھ دو دفعہ ملک کا وزیر اعظم کیسے رہ سکتا ہے؟" وہ تعجب سے کہہ رہی تھی۔

"احمقانہ الزامات۔انتہائی احمقانہ۔" اینکر افسوس سے سر جھٹک رہا تھا۔

صوفیہ نے چینل بدلا۔نیلوفر ایک دوسرے شو میں بیٹھی تھی۔کرسی پہ آگے ہو کے' دونوں ہاتھ اٹھا کے وہ کہہ رہی تھی۔

"دیکھیں...میری کتاب میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔اس کو ہیک کیا گیا ہے۔"

"آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ کتاب جھوٹ ہے جو تالیہ مراد منظرِ عام پہ لائی ہیں؟"

"میں یہ کہہ رہی ہوں کہ....."

"کہ داتو سری ڈرگ ایڈکٹ اور نفسیاتی مریض نہیں تھے؟" اینکر جرح کر رہا تھا۔

"نہیں۔ہاں۔وہ تھے۔مگر میں نے ڈرگز کے نام یہ نہیں لکھے تھے۔دیکھیں جب اصل کتاب آئے گی تو....."

"اگر یہ سچ نہیں ہے تو آپ تالیہ مراد کو کورٹ لے جائیں یا اس کتاب کو مکمل طور پہ جھوٹا قرار دے دیں۔آپ خود بھی کنفیوزڈ ہیں نیلوفر صاحبہ۔"

اینکر اس کو برہمی سے ٹوک رہا تھا۔"آپ نے کتاب میں فی میل اینکرز کے بارے میں انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں۔کیا آپ کے پاس اس سب کا ثبوت ہے؟"

اور نیلوفر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔کتاب میں خواتین اینکرز کے نام تالیہ نے بدل دیے تھے۔اس سب کو ایسے نہیں

ہونا تھا جیسے ہو رہا تھا۔

صوفیہ نے سرخ بٹن دبایا تو ٹی وی اسکرین بجھ گئی۔ وہ سوچتی نظروں سے دیوار کو دیکھنے لگی۔

تبھی سامنے بیٹھا دولت کھنکھارا۔ اس کی ناک پہ ابھی تک بینڈ ایج لگا تھا۔

"یا تنگ دی بر حرمت۔ تالیہ نے ڈیل پوری نہیں کی۔ اس نے کتاب روکنے کے بجائے شائع کر دی ہے۔"

"ہوں۔"

"اس لیے ہمیں ڈیل پوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کی سابقہ چوریوں کی بنیاد پہ اس کو گرفتار کر سکتے ہیں۔" وہ آگے کو ہوا کہہ رہا تھا۔

صوفیہ نے مسکراتی آنکھوں کا رخ اس کی طرف موڑا۔ سفید اسکارف کے ہالے میں اس کا چہرہ پُرسوچ نظر آتا تھا۔

"یعنی ہم اس کو عوام کے سامنے چور ثابت کریں۔ تاکہ نیلوفر کا دعویٰ سچ ہو جائے کہ تالیہ نے اس کی کتاب چرائی ہے۔"

"مگر....."

"اور اسے فراڈ ثابت کریں تاکہ وہ میرے باپ کے حق میں جو باتیں کہہ رہی ہے وہ معتبر نہ رہیں۔"

"لیکن وہ ان ساری حساس باتوں کو بڑھا چڑھا کے بیان کر رہی ہے۔"

"مگر کیا لوگ ان بچگانہ الزامات پہ یقین کر رہے ہیں دولت؟" صوفیہ نے ابرو اٹھائی۔

"نہیں میم۔" دولت کی آواز ہلکی ہوئی۔ "لوگ نیلوفر کا مذاق اڑا رہے ہیں اور یقین نہیں کر رہے۔ وہ رسوا ہو کے رہ گئی ہے مگر تالیہ اس سب سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ وہ انٹرویوز سے پیسے کما رہی ہے۔ وہ... وہ سارے میڈیا پہ چھائی ہوئی ہے۔ وہ ایک اسکامر ہے میم۔ ہم اس کو یوں آزاد نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم ڈیپارٹمنٹ کے لیے کیا مثال سیٹ کر رہے ہیں؟"

"تمہیں یاد ہے مجھے سب سے زیادہ ڈر کس بات کا تھا دولت؟" کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے صوفیہ نے لمحے بھر کو آنکھیں بند کیں۔ "کہ وہ عورت..... میرے باپ پہ کیچڑ اچھالے گی اور مجھے اس کو جواب دینا پڑے گا۔ میں نے آج تک پبلک میں اس کو جواب نہیں دیا۔ مجھے اپنے مقام سے اتر کے اس کی باتوں کو grace کرنا پڑے گا۔ صوفیہ versus نیلوفر۔ یہ میرے لئے بھیانک خواب تھا۔" اس نے آنکھیں کھولیں اور طمانیت سے مسکرائی۔

"مگر مجھے ایک لفظ نہیں کہنا پڑ رہا۔ میری پارٹی کو سوائے افسوس کے اظہار کے زبان نہیں ہلانی پڑی۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ پچھلے چار دن سے میڈیا پہ صرف تالیہ versus نیلوفر چل رہا ہے۔ اسے چلنے دو دولت۔ یہ میرے حق میں جا رہا ہے۔"

پھر وہ سیدھی ہوئی اور قلم نکال کے ایک کاغذ پہ دستخط کیے۔ پھر وہ کاغذ دولت کی طرف بڑھایا۔

''یہ تالیہ مراد کا کانفیڈینشل سرکاری pardon ہے۔ وہ اپنے تمام جرائم سے آزاد ہے۔ تمہارا ڈیپارٹمنٹ اس کے خلاف تمام چارجز ڈراپ کر کے اس کو فل امیونٹی دینے کا پابند ہے۔''

''جو آپ کا حکم ہو میم۔'' دولت نے ناخوشی سے کہتے معافی نامہ اٹھالیا۔ اس کے پاس اب اس کو سرکاری دستاویز میں بدلنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

☆☆=========☆☆

حالم کا بنگلہ بہت عرصے بعد آباد آباد سا لگتا تھا۔ لاؤنج کے پردے ہٹے تھے اور سرما کی دھوپ پوری آزادی سے اندر آرہی تھی۔ بڑے صوفے پہ کسی شہزادی کی تمکنت سے گھر کی مالکن بیٹھی تھی۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے، گہرے نیلے اور سبز رنگ کے باجو کرنگ پہ ملبوس، وہ مسکرا کے سامنے بیٹھے دولت کو دیکھ رہی تھی۔ دولت چند کاغذات اس کی میز پہ رکھ رہا تھا اور تالیہ نے اس امر کو یقینی بنایا تھا کہ وہ اس کی انگلی کی سرخ یاقوت والی انگوٹھی اور کانوں میں پہنے ہیرے بار بار دیکھے۔

''تو اب میں آزاد ہوں؟'' انگلی کان کے ٹاپس پہ پھیرتے ہوئے شہزادی نے پلکیں جھپکا کے پوچھا۔ سامنے بیٹھے دولت نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ وہ بھورے سوٹ میں ملبوس تھا اور آگے کو ہو کے بیٹھا تھا۔ چہرے کے تاثرات میں ضبط کا عنصر نمایاں تھا۔

''جی، بے تالیہ۔ آپ آزاد ہیں۔ گو کہ آپ کا طریقہ کافی غلط تھا مگر پردھان منتری نے آپ پہ رحم کھاتے ہوئے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔''

''ایک بات پوچھوں؟'' معصومیت سے استفسار کیا۔

''جی؟''

''آپ کی ناک کیسی ہے؟'' ہلکا سا مسکرائی۔

''آپ کی مالی حالت کی طرح ہر دن کے ساتھ بہتر ہو رہی ہے۔'' اس نے اطراف پہ طنزیہ نگاہ ڈالی۔

''آپ میری حلال کی کمائی سے رشک محسوس کر رہے ہیں، دولت صاحب؟'' اسی سادگی سے پلکیں جھپکائیں۔

''میری چھٹی حس کہتی ہے کہ یہ سب عارضی ہے، بے تالیہ۔'' وہ پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔ اس کی زیرک نگاہیں تالیہ کے اندر تک جھانک رہی تھیں۔

''ایک بات یاد رکھیے گا۔ آپ کا معافی نامہ آج کی تاریخ سے پہلے تک کے تمام جرائم کو کور کرتا ہے۔ آج کے بعد آپ کے

ہر عمل پہ میری نظر ہوگی۔ آپ ذرا سا پھسلنا بھی افورڈ نہیں کر سکتیں۔"

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں پھسلوں گی؟" وہ کھڑکی سے آتی سنہری روشنی کے ہالے میں بیٹھی تھی۔ دھوپ اتنی تیز تھی کہ اس کی آنکھیں چندھیا چندھیا رہی تھیں اور اسے دولت کو دیکھنے کے لئے ماتھے پہ ہاتھ کا چھجا بنانا پڑ رہا تھا۔

وہ سائے میں نظر آ رہا تھا۔ تیز روشنی اس کی پشت پہ تھی۔ اس لئے وہ کھڑا ہوا تو اس کے چہرے کے تاثرات دھندلانے لگے۔

"کیونکہ میں ایک بات جانتا ہوں۔ پرانی عادتیں نئے ارادوں سے پختہ ہوتی ہیں۔ آپ کو سیدھے دروازوں کی عادت نہیں ہے۔ آپ کے قدم خود بخود چور راستوں کی طرف اٹھتے ہیں۔ آپ جتنی کوشش کر لیں.... اپنے اصل سے پیچھا نہیں چھڑا سکتیں۔ آپ کی زبان جھوٹ کی عادی ہے۔ آپ کے ہاتھ نقب لگانے میں ماہر ہو چکے ہیں۔ جلد یا بدیر آپ کے سامنے دوبارہ سے وہی ترغیبات آئیں گی۔ خواہش کے ہاتھوں یا خوف سے مجبور ہو کے آپ کے قدم آپ کو ایک دفعہ پھر اسی راستے پہ لے جائیں گے۔ آپ کی انگلیاں ممنوعہ تالوں کی طرف بڑھیں گی اور آپ سوچے سمجھے بغیر ان کو کھولنا چاہیں گی۔ میں اس وقت کا انتظار کروں گا۔"

وہ تنبیہہ کے انداز میں کہتا پلٹا تھا۔

"آپ کیوں چاہتے ہیں کہ میں ایمانداری سے اپنی نئی زندگی نہ شروع کروں؟ آپ مجھے فیل ہوتے کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟"

تالیہ کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔ وہ چبھتی آنکھوں سے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔ دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے وہ رکا' اور مڑ کے اسے دیکھا۔

اب وہ روشنی اور اندھیرے کے کھیل سے دور تھا' اس لئے اس کا چہرہ چھاؤں میں تھا اور کرخت تاثرات واضح تھے۔

"میں نے ساری زندگی پہلے پولیس اور پھر انٹیلی جنس سروس میں ایمانداری سے اپنے ملک کی خدمت کی ہے۔ میں نے آپ سے بڑے بڑے کرمنلز کو جیل میں ڈالا ہے۔ میں کبھی بھی کرمنلز کے ساتھ ڈیلز کرنے اور ان کو immunity دینے کے حق میں نہیں ہوں۔ اوپر سے آئے احکام کے باعث میں مجبور تھا۔ مگر ایسی ڈیلز لاء انفورسمنٹ کو ہمیشہ ناخوش رکھتی ہیں۔ میں ناخوش ہوں۔ میرا ڈیپارٹمنٹ ناخوش ہے اور ہم سب آپ سے دوبارہ کسی دوسرے حال میں ملنے کے منتظر رہیں گے۔ چے تالیہ۔" سر کو جنبش دے کر سلام کیا اور باہر نکل گیا۔

تالیہ نے گہری سانس خارج کی۔

وہ کبھی دوبارہ اس آدمی کو نہیں دیکھنا چاہتی تھی' اور یقیناً اس کی کوئی وجہ بھی نہیں بنے گی۔ وہ غلط کہہ رہا تھا۔ تالیہ کبھی دوبارہ کوئی جرم نہیں کرے گی۔ اس نے اپنا عزم خود سے دہرایا تھا۔

☆☆=========☆☆

کے ایل کے اس متوسط طبقے کے علاقے میں بنا وہ گھر اور اس کا باغیچہ سرما کی دھوپ سے خوب روشن نظر آ رہا تھا۔ گھاس پہ کرسی ڈالے بیٹھا ایڈم سورج کی جانب کمر کیے ہوئے تھا۔ وہ گھٹنوں پہ جرنل جمائے' قلم سے اس پہ کچھ لکھتا۔ پھر کاٹتا۔ اس کے بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور شیو ذرا بڑھی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا وہ شدید مضمحل اور اداس ہے۔

''تمہارے چوزے کہاں گئے؟''

آواز عقب سے آئی تھی۔ ایڈم کا قلم تھاما ہاتھ منجمد ہو گیا۔

اس آواز نے سرما کی دھوپ کو ایک دم مزید سنہرا کر دیا تھا۔

وہ بے یقینی سے اٹھا اور پلٹا۔

گھاس پہ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اسکرٹ پہ سفید منی کوٹ پہنے' سفید ہیٹ سر پہ ترچھا جمائے' وہ مسکرا رہی تھی۔

ایک دم سارے کے ایل کو اس کی رعنائی واپس مل گئی تھی۔ تالیہ واپس آ گئی تھی۔

وہ چند لمحے دم سادھے کھڑا اسے دیکھے گیا۔ کسی کو ایک دم یوں دیکھ لینے سے دل اس طرح بھی سنبھل جاتا ہے' اسے پہلی دفعہ معلوم ہوا تھا۔

''آپ..... کب آئیں؟ مجھے آہٹ تک سنائی نہیں دی۔''

تالیہ مبہم سا مسکرائی۔ ''بنا چاپ کے چلنا بھی ایک آرٹ ہے۔ میں سیکھ رہی ہوں۔''

پھر خاموش ہوئی۔ دونوں چند لمحے چپ سے کھڑے رہے۔

''کیا ہم دوبارہ سے دوست ہیں' چے تالیہ؟'' اس نے امید اور خوف کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا۔ ''ہم نے آپ کے لئے وہ نہیں کیا جو کرنا چاہیے تھا' یا جو آپ کرتیں' مگر ہم واقعی یہ سمجھے تھے کہ.....

''دوست جسم کی ہڈیوں کی طرح نہیں ہوتے کہ ان کے درمیان فریکچر لگے تو ان کو زبردستی جوڑ کے باندھ کے رکھا جائے تو وہ تندرست ہو جائیں گے۔ دوستوں کے فریکچر مختلف ہوتے ہیں۔ جب دراڑ پڑے تو دونوں کو الگ ہو جانا چاہیے اور ایک دوسرے کو اسپیس دینی چاہیے تاکہ جب وہ دوبارہ ملیں تو ان کی ہیئت مختلف ہو۔ وہ ایک دوسرے سے پہلے والے پوائنٹس پہ نہ جڑیں بلکہ اپنے تعلق کو اس دفعہ نئے پوائنٹس پہ جوڑیں۔''

''کیونکہ ایک دوسرے کی غیر موجودگی میں ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے کتنے اہم تھے اور کتنے نہیں تھے۔''

''میرا سوال اب بھی وہیں ہے۔ تمہارے چوزے کہاں گئے؟'' ہیٹ والی لڑکی کی مسکراہٹ سادہ تھی۔ وہ پرانی باتوں کو دہرانا نہیں چاہتی تھی۔ ایڈم نے گہری سانس لی۔

''ان کو ایک ظالم بلی نے مار ڈالا۔''

''اوہ۔ آئی ایم سوری۔'' اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ''تم تو بہت دکھی ہوئے ہو گے۔''

''مجھ سے زیادہ ماں دکھی ہے۔ میرے غم دوسری طرح کے ہیں۔''

پھر اسے خیال آیا تو جلدی سے جرنل میز پر رکھا اور دوسری کرسی اٹھا کے سامنے بچھائی۔

''آپ داتن سے ملیں؟''

''نہیں۔ مگر مل لوں گی۔'' وہ دونوں اب دھوپ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

''آپ کی نیلوفر کے خلاف مہم دلچسپ تھی۔'' وہ پہلی بار مسکرایا۔ ''اس نے desperate ہو کے ایمزون پہ آج کتاب شائع کردی ہے مگر لوگ اس ٹاپک سے اتنے بور ہو چکے ہیں کہ اس کی کتاب کی ایک ہیڈ لائن بھی نہیں بنی۔''

''یہ میری آزادی کی قیمت تھی ایڈم۔''

''اب وہ آپ کو نہیں پکڑ سکتے' ہے نا؟'' وہ امید سے پوچھ رہا تھا۔ تالیہ نے مسکرا کے سر ہلایا۔ دھوپ کے باعث اس نے ہیٹ مزید ترچھا کر لیا تھا اور اس کی آنکھیں سنہری لگ رہی تھیں۔

''تم بتاؤ۔ ان کیکس کی تحقیق کی تم نے؟ میں تو آج نیلوفر کی کتاب سے فارغ ہوئی ہوں۔''

''جی۔ میں جتنی تحقیق کر سکتا تھا' کر چکا ہوں۔ آپ کے نام پہ نیشنل بینک میں ایک نیا اکاؤنٹ کھلا ہے' اور اس کے جاری کردہ کریڈٹ کارڈ سے یہ کیک خرید کے روز بھیجے جاتے ہیں۔ آپ کے خیال میں یہ کون کر سکتا ہے؟''

''عصرہ!'' تالیہ کو یقین تھا۔ ''مجھے نہیں معلوم کیسے اور کیوں' مگر صرف وہی میری دشمن ہے۔''

''اب آپ کیا کریں گی؟'' وہ فکر مند تھا۔

''تالیہ کے پاس ہمیشہ پلان ہوتا ہے۔'' وہ مسکرا دی تو ایڈم نے گہری سانس لی اور موبائل پہ ایک فائل کھول کے اسکرین اس کے سامنے کی۔

''اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

''میں یہ فائلز تمہاری ای میل میں دیکھ چکی ہوں' ایڈم۔ تم نے اس آف شور کمپنی کے بارے میں فاتح سے دریافت کیا؟''

''جی اور وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

''پھر وہ سچ کہہ رہے ہوں گے۔ لیکن تمہاری تسلی کے لئے میں ان سے خود بات کروں گی۔''

''آپ کے پاس چار دن ہیں' چے تالیہ کیونکہ اس کے بعد میں اس فائل کو اپنی کتاب میں چھاپنے پہ مجبور ہوں گا۔''

تالیہ کے ابرو اکٹھے ہوئے۔ ''تم کیسے اسے چھاپ سکتے ہو جبکہ وان فاتح اس کمپنی سے انکاری ہیں؟''

''مین نے جن لوگوں کی آف شور کمپنیز پہلے منکشف کی تھیں' ان سے ان کا اقرار یا انکار نہیں مانگا تھا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اشاعت کے بعد تردید کے لئے نہیں آیا۔ اگر وان فاتح کے پاس کوئی ثبوت ہے اور وہ اشاعت کے بعد لے آئیں تو میں اگلے ایڈیشن سے ان کا نام خارج کر دوں گا۔''

''وہ تمہیں کورٹ لے جائیں گے' ایڈم۔''

''میری فائل ثبوتوں کے ساتھ ہے۔ ان کے پاس جو ثبوت کورٹ کے لئے ہے' وہ مجھے ابھی دکھا دیں۔'' وہ فیصلہ کر چکا تھا۔ اسے انصاف کرنا تھا۔ سب دولت چھپانے والوں کے ساتھ ایک ہی برتاؤ کرنا تھا۔

''میں ان سے بات کروں گی۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ بھی بے اختیار ساتھ ہی اٹھا۔ ایک دم سے دھوپ میں اداسیاں گھل گئی تھیں۔

''لیکن تم میری آخری بات سنے بغیر ان کا نام کتاب میں نہیں ڈالو گے۔ ٹھیک؟''

وہ اب بھی اسی کا دفاع کر رہی تھی۔ ساری ناراضیاں' رنجشیں ایک طرف' وہ اب بھی اپنے لیڈر کو تحفظ دے رہی تھی۔ ایڈم اداسی سے مسکرایا۔

''اگر آپ اس فائل کو جعلی ثابت کر دیں تو میں بہت خوشی سے اسے اپنے مسودے سے خارج کر دوں گا۔ آپ کے پاس چار دن ہیں۔''

تالیہ نے پرس اٹھاتے ہوئے ایک آزردہ نظر اس کے جرنل پہ ڈالی۔

یہ اس کتاب کا مسودہ تھا جو وان فاتح کا سیاسی کیریئر داغدار کر سکتی تھی۔

ایک دفعہ پھر ان تینوں کی زندگیاں ایک کتاب سے متاثر ہونے جا رہی تھیں۔

☆☆========☆☆

وان فاتح کی رہائشگاہ پہ سہ پہر اتر رہی تھی جب تالیہ نے اپنی کار باہر کھڑی کی۔ ہیٹ اتار کے فرنٹ سیٹ پہ رکھا' بال

پونی میں جکڑے اور کوٹ کی شکنیں درست کرتی باہر نکلی۔

اس نے گھنٹہ پہلے واٹس ایپ پہ فاتح کو پیغام بھیجا تھا۔ ''میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ ابھی۔ اسی وقت۔''

ایک مان سا تھا کہ وہ فوراً اس کے لئے وقت نکال لے گا۔ وہ جو اس کے پیچھے اس کے گھر آتا تھا۔ جو اس کے لئے خط لکھتا تھا۔ جو اس سے ای میلز میں پوچھتا تھا کہ وہ کب آئے گی' وہ اس کے لئے وقت ضرور نکالے گا۔

اس کا جواب دو منٹ کے اندر موصول ہوا تھا۔

''میں گھر پہ ہوں۔ ابھی آ جاؤ۔''

اس کے دل کی حالت تب سے عجیب سی تھی۔ وہ گیٹ تک پہنچ گئی تھی مگر عجیب ہیجان میں مبتلا تھی۔

کیا پہلے کہنا تھا؟ گلہ؟ شکوہ؟ رکھائی کا اظہار؟ اور کیا نہیں کہنا تھا؟ کیا وہ ینگارا یا ملایو کا ذکر کرے گا؟ کیا اس کو کچھ یاد آیا ہوگا؟ وہ اتنے دن بعد اس سے ملنے جا رہی تھی' دل عجیب سا ہو رہا تھا۔

گارڈز نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔ بٹلر اسے خوش آمدید کہتا سیدھا اندر لے آیا۔

''فاتح صاحب نے مجھے بلایا تھا۔'' اس نے خوامخواہ وضاحت دی۔ بٹلر سر ہلا کے اسے سیڑھیوں کی طرف لے آیا۔

''آپ اوپر اسٹڈی میں بیٹھیں۔ میں ان کو بھیجتا ہوں۔''

وہ ریلنگ پہ ہاتھ رکھے زینے چڑھنے لگی۔

ان سیڑھیوں' ان دیواروں کے درمیان وہ کتنی دفعہ آئی تھی۔ عصرہ کی دوست سے لے کر فاتح کی چیف آف اسٹاف تک کا سفر اس نے کیسے طے کیا تھا' یوں لگتا تھا زمانے بیت گئے ہوں۔

اسٹڈی سرد تھی حالانکہ موسم میں ٹھنڈ واجبی سی تھی۔ وہ چپ چاپ کرسی پہ جا بیٹھی اور مقابل رکھی خالی بھوری سیٹ کو دیکھتے ہوئے جملے ترتیب دینے لگی۔ وہ وہاں کیوں آئی تھی؟ وہ خود بھی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔

دروازہ کھلا اور بند ہوا۔ وہ نہیں پلٹی۔ پھر اس نے انکھیوں سے تو ارد کو میز کے ایک طرف سے گزر کے اپنے سامنے آتے دیکھا تو وہ چونک کے اٹھی۔

''عصرہ!'' تعجب سے ابرو اٹھائے۔ عصرہ محمود اپنی ازلی مسکراہٹ سجائے اس کرسی پہ براجمان ہو چکی تھی۔ بالوں کا جوڑا بنائے' گردن میں موتی پہنے وہ اب کرسی سے ٹیک لگائے سامنے کھڑی تالیہ کو دیکھ رہی تھی۔

''کھڑی کیوں ہو؟ بیٹھو نا۔ آخر تم مجھ سے ملنے آئی ہو۔''

''میں....'' وہ رکی۔ ''فاتح صاحب نے مجھے بلایا تھا۔''

''نہیں۔ تم نے مجھے ٹیکسٹ کر کے ملاقات کا وقت مانگا تھا۔'' عصرہ نے جتا کے کہتے ہوئے موبائل دکھایا جس پہ تالیہ کی چیٹ کھلی تھی۔

''یہ نمبر پچھلے ایک ہفتے سے میں استعمال کرتی ہوں۔ فاتح نے نمبر بدل لیا ہے۔ تمہیں نہیں معلوم؟''

تالیہ نے ضبط سے گہری سانس لی۔ فاتح ہر دو ماہ بعد نمبر ضرور بدلتا تھا۔ مگر پہلی دفعہ اس کا پرانا نمبر عصرہ استعمال کر رہی تھی۔

''بیٹھو نا۔ ورنہ مجھے لگے گا کہ مجھے فاتح کی جگہ دیکھ کے تم پریشان ہو گئی ہو تالیہ۔''

''ایکچولی مجھے آپ سے بھی بات کرنی تھی۔'' وہ گردن سیدھی رکھے واپس کرسی پہ بیٹھی۔ ''اچھا ہوا موقع مل گیا۔''

''اوہ تمہارے کیکس کا شکریہ جو تم ہر روز بھیجتی ہو۔'' عصرہ کو جیسے یاد آیا۔ تالیہ کے ابرو ناگواری سے بھنچے۔

''میں آپ کو کوئی کیک نہیں بھیجتی مسز عصرہ۔ مجھے معلوم ہے میرے نام پہ کیک کون بھیج رہا ہے اور میں ضرور پولیس میں شکایت درج کرنے جاؤں گی۔''

''اچھا۔ تم نہیں بھیجتیں؟ نام تو تمہارا ہی ہوتا ہے ان پہ۔'' عصرہ پہ کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ جیسے مطمئن تھی۔ اس کا رویہ تالیہ کو الجھا رہا تھا۔

''میں ان کیکس کی تحقیق اور پولیس رپورٹ تو کروا دوں گی۔ کیوں نا ابھی ہم آریانہ کے بارے میں بات کریں۔''

عصرہ کے مطمئن تاثرات برقرار رہے مگر تالیہ نے دیکھا وہ میز پہ رکھے ہاتھ کے ناخن سے لکڑی کھرچنے لگی تھی۔

''آریانہ کا کیا؟''

''مسز عصرہ.... آپ نے آریانہ کا قتل کیا تھا۔ ہم دونوں جانتے ہیں۔''

''کتنا برا الزام لگا رہی ہو تم مجھ پہ!'' وہ افسوس سے بولی۔

''آریانہ کا خون آپ کے ہاتھ پہ ہے۔ خود پہ رحم کھائیں اور دان فاتح کو اپنے منہ سے بتا دیں۔ شاید وہ آپ کو معاف کر دیں۔ نہیں تو میں ان کو بتا دوں گی۔ ثبوت کے ساتھ۔''

وہ ٹھنڈے انداز میں بولی۔ نظریں عصرہ کی آنکھوں پہ جمی تھیں۔

''تالیہ تمہیں لگتا ہے تم یہ کر کے مجھ سے کچھ چھین لو گی؟ تم غلط ہو۔ تم پہلے ہی مجھ سے سب کچھ چھین چکی ہو۔ اب میرے پاس کھونے کو کچھ نہیں بچا۔''

پھر عصرہ اٹھی اور میز کے پیچھے سے نکل کے دروازے تک آئی۔ دروازہ پورا کھول دیا۔ پھر اسی اطمینان سے دیوار میں نصب شیلف تک آئی۔ ایک کرسٹل کا ڈیکوریشن پیس اٹھایا اور پلٹی۔

''تم میرے شوہر کو مجھ سے چھیننا چاہتی ہو'' وہ ایک دم غرائی تھی۔ اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ تالیہ بے اختیار کھڑی ہو گئی۔

''میں چاہتی ہوں آپ اپنے شوہر کو سچ بتا دیں۔''

عصرہ نے ہاتھ میں پکڑا پیس زور سے چوکھٹ پہ دے مارا۔ وہ باہر سیڑھیوں کے پاس فرش سے ٹکرایا اور چکنا چور ہو گیا۔

''تم میرے شوہر کو مجھ سے چھیننا چاہتی ہو؟'' اس نے دوسرا پیس اٹھایا اور اس طرف پھینکا۔ وہ تالیہ کی طرف چیزیں نہیں پھینک رہی تھی۔ وہ ایک ایک کر کے کرسٹل کے پیس دروازے کے باہر پھینک رہی تھی۔

تالیہ نے تعجب سے اس کے انداز کو دیکھا۔ ''میں تحمل سے بات کر رہی ہوں اور آپ.....''

''نکل جاؤ تم یہاں سے اور میری زندگی سے۔ گیٹ لاسٹ تالیہ۔'' وہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی۔ ساتھ ہی چیزیں زور دار آواز کے ساتھ فرش پہ پھینک رہی تھی۔ البتہ یہ سب کرتے ہوئے اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

تالیہ نے تیزی سے پرس اٹھایا۔ ''آپ جو بھی ڈرامہ کر رہی ہیں' آپ اس میں کامیاب نہیں ہوں گی۔'' اور دروازے کی طرف بڑھی۔ عصرہ نے ہاتھ فضا میں روک لیا۔ جب وہ باہر نکل گئی اور سیڑھیاں اترنے لگی' تب عصرہ نے آخری پیس دیوار پہ دے مارا۔

تالیہ گلابی چہرے کے ساتھ زینے اتر رہی تھی۔ ملازم لاؤنج میں اکٹھے ہوئے گردن اٹھائے سراسیمگی کے عالم میں اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ کسی کو بھی دیکھے بنا زینے پھلانگتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اسے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔

اوپر موجود عصرہ موبائل ہاتھ میں لئے سیڑھیوں کے دہانے پہ آ رکی اور نمبر ملا کے فون کان سے لگایا۔ ملازم ابھی تک وہیں کھڑے تھے۔ مگر اسے آتا دیکھ کے گڑبڑا کے تتر بتر ہونے لگے۔ البتہ انہوں نے جاتے وقت اپنی مالکن کی بھیگی آواز ضرور سنی تھی۔

''ہیلو.....دولت بھائی۔ کیا آپ ابھی میرے پاس آسکتے ہیں؟ جی میں گھر پہ ہوں۔ ایمرجنسی ہے۔ مجھے... مجھے لگتا ہے کہ...تالیہ... فاتح کی ایکس چیف آف اسٹاف...تالیہ مراد..... مجھے لگتا ہے...وہ فاتح کی جان لینا چاہتی ہے۔''

تیز سانسوں کے درمیان وہ بے ربط انداز میں کہہ رہی تھی۔

اس کی آواز نے فضا میں عجیب سا خوف بکھیر دیا تھا۔

☆☆=========☆☆

وہ گھر آئی تو دل کی عجیب حالت ہو رہی تھی۔ فاتح کا نیا نمبر اس کے پاس نہ تھا۔ البتہ ای میل ایڈریس موجود تھا۔ کیا وہ اسے ای میل کر دے؟ مگر پہلے اسے سب سے ضروری کام کرنا تھا۔

وہ پولیس اسٹیشن گئی اور ان کیکس کے خلاف رپورٹ لکھوا کے آئی۔ بینک کا ٹائم ختم ہو چکا تھا'اس لئے اس نے بینک جا کے درخواست دینا کل پہ موخر کیا اور گھر آ گئی۔ پھر سارے دروازے کھڑکیاں بند کر لیں اور کچن ٹیبل پہ اندھیرے میں موم بتی جلا کے بیٹھ گئی۔

اب ہر طرف تاریکی تھی اور درمیان میں موم بتی کا شعلہ چمک رہا تھا۔ وہ اس شعلے کو دیکھ کے سوچنے لگی۔

جیسے اسے مراد راجہ نے سوچنا سکھایا تھا۔ سارے خیالات کو ذہن سے جھٹک کے صرف اس شعلے پہ نگاہیں مرکوز کرنا اور ایک معاملے کو ہر زاویے سے دیکھنا۔

عصرہ کو وہ ڈرامہ کر کے کیا ملے گا؟

اگر وہ کیکس عصرہ ہی فاتح کو بھیج رہی تھی تو تالیہ کا نام لگانے کی کیا ضرورت تھی؟

بدترین چیز کیا ہو سکتی تھی؟

شاید کیکس زہریلے تھے!

وہ چونکی۔

آف کورس۔ کیکس زہریلے تھے۔ سلو پوائزن۔ اگر وان فاتح مر جائے تو پارٹی کا صدر کون بنے گا؟

وہی جو نائب صدر ہے۔ یعنی عصرہ محمود۔

اگر وان فاتح مر جائے تو اگلا وزیر اعظم کون بنے گا؟

بی این کے 'شہید لیڈر' کی بیوہ جو کہ پارٹی صدر ہو گی۔

وہ وان فاتح کی موت کے باعث ہمدردی کا ووٹ لے گی۔ وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کے پردھان منتری بنے گی اور کوئی اس پہ شک نہیں کرے گا کیونکہ کیک تو تالیہ مراد نے بھیجے تھے۔

اس نے ماتھے کو چھوا۔

تالیہ جیل جائے گی۔ فاتح قبر میں۔ اور عصرہ وزیر اعظم کی کرسی پہ براجمان ہو گی۔ پلان واضح تھا۔

اس نے پھونک مار کے موم بتی بجھائی اور راتھ کے پردے کھول دیے۔ اندھیر لاؤنج میں باہر جلتے اسٹریٹ پولز کی مدھم روشنی اندر آنے لگی۔ اب وہ کیا کرے

پہلے اس نے فون نکالا اور فاتح کو ای میل بھیجی۔

''وہ کیکس میں نے نہیں بھیجے۔ ان کو مت کھائیں۔ میں آپ سے مل کے وضاحت کروں گی مگر پلیز ڈونٹ ایٹ دیم۔ وہ

زہریلے ہیں۔"

سارے شکوے دور ہو گئے تھے۔ بلکہ بھول گئے تھے۔ اس کی پریشانی ہر گزرتے لمحے بڑھتی جا رہی تھی۔

ایک گھنٹہ گزر گیا اور ای میل کا جواب نہیں آیا۔

اسے کچھ کرنا تھا۔ وہ صبح تک کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

تالیہ مراد کو انتظار کرنا نہیں آتا تھا۔ اسے عصرہ کے پلان کو ابھی فیل کرنا تھا۔ وقت نہیں تھا۔

سارے کھیل وقت کے ہی تھے۔

وہ اپنے کمرے میں آئی اور الماری کھولی۔ سامنے اس کا جمپ سوٹ ہینگر پہ ٹنگا تھا۔ اس نے وہ سوٹ نوچ کے اتارا۔

(میں ایک بات جانتا ہوں۔ پرانی عادتیں نئے ارادوں سے پختہ ہوتی ہیں۔)

سیاہ جمپ سوٹ کے اوپر اس نے سیاہ ہڈ پہنی اور ٹوپی سر پہ ڈال دی۔ اب اس کا چہرہ اندھیرے میں آ گیا تھا۔

(آپ کو سیدھے دروازوں کی عادت نہیں ہے۔ آپ کے قدم خود بخود چور راستوں کی طرف اٹھتے ہیں۔)

ایک دراز سے اس نے چمکدار پھل والا خنجر نکالا اور جھک کے اسے پنڈلی سے باندھا۔ ٹائٹس نیچے برابر کی اور ہڈ سر پہ گرائے وہ باہر نکلی۔

(آپ جتنی کوشش کر لیں، آپ اپنے اصل سے پیچھا نہیں چھڑا سکتیں۔)

باہر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ سرما کی بارش کے ایل کی ٹھنڈ میں اضافہ کر رہی تھی۔

اس نے ٹیکسی وان فاتح کی اسٹریٹ سے دو گلیاں چھوڑ کے روک دی تھی۔ وہ باہر نکلی تو بوندا باندی تیز ہو چکی تھی۔

(آپ کی زبان جھوٹ کی عادی ہے.....)

تیز قدموں سے چلتی وہ وان فاتح کی اسٹریٹ کے دہانے پہ آئی تو وہاں دن میں روشنی کا سماں تھا۔ تالیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ باہر پولیس کی گاڑیاں اور ایمبولینس کھڑی تھی۔

(آپ کے ہاتھ نقب لگانے میں ماہر ہو چکے ہیں.....)

وہ تیزی سے واپس بھاگی۔ اس کا رخ پچھلی گلی کی طرف تھا۔ وان فاتح کے گھر سے عین پچھلے گھر کی دیوار تک وہ آ رکی۔ یہ گھر خاموشی میں ڈوبے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔

(جلد یا بدیر آپ کے سامنے دوبارہ سے وہی ترغیبات آئیں گی۔)

اس نے پچھلے گھر کی دیوار پھلانگی اور بیرونی زینے پہ کسی بلی کی طرح چڑھتی گئی۔ گھر کی چھت پہ پہنچ کے وہ بھاگتی ہوئی اس

کونے تک آئی جو فاتح کے گھر سے ملتا تھا۔ صرف ایک کونا.... اور درمیان میں دو فٹ کا فاصلہ۔

(خواہش کے ہاتھوں یا خوف سے مجبور ہو کے آپ کے قدم آپ کو ایک دفعہ پھر اسی راستے پہ لے جائیں گے۔)

اندھیرے میں کسی ہیولے کی طرح سیاہ بلی دوسری چھت پہ کود گئی۔ پھر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ فاتح کے لان کے عین اوپر چھت پہ آرکی۔

(آپ کی انگلیاں ممنوعہ تالوں کی طرف بڑھیں گی اور آپ سوچے سمجھے بغیر ان کو کھولنا چاہیں گی۔ میں اس وقت کا انتظار کروں گا۔)

لان میں پولیس کے سپاہی کھڑے تھے۔ چند ملازم بھی افسوس اور شاک سے منہ پہ ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔ کسی نے کسی کو کچھ بتایا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے انا للہ پڑھا۔

''موت کی وجہ کیا ہے؟''

''موت؟ مجھے تو یہ قتل لگتا ہے۔ قتل۔''

ٹوٹی پھوٹی سرگوشیاں کانوں میں پڑیں۔ اس کا دل جیسے اوپر حلق میں آنے لگا۔ وہ چھت سے نیچے کھلنے والے دروازے کی طرف دوڑی۔

دروازہ بند تھا مگر وہ جانتی تھی کہ لاک کس نوعیت کا ہے۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے پن اندر ڈالی اور کھولنے لگی۔ بارش مسلسل تیز ہو رہی تھی۔ پانی کے باعث اس کے ہاتھوں سے پن بار بار پھسل رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بھی بہنے لگے تھے۔ کیا اسے دیر ہو گئی تھی۔ کیا عصرہ اپنا کام کر چکی تھی؟

دروازہ کھلا تو وہ بنا آہٹ کے اندر داخل ہوئی۔ یہ کاریڈور ویران اور خاموش پڑا تھا۔ بتی البتہ روشن تھا۔ اس نے ایک ہی بند کی (اور باقی جلی رہنے دیں تاکہ نیچے کسی کو علم بھی نہ ہو اور وہ اندھیرے میں رہے)۔ کاریڈور کے دہانے پہ سیڑھیاں تھیں۔ وہ چھت کے دروازے کے ساتھ دیوار سے لگی، ریلنگ کی طرف بڑھنے لگی۔

جہاں سے ریلنگ شروع ہوتی تھی، وہاں تالیہ رکی۔ اور سر ذرا سا جھکایا۔

نیچے لاؤنج میں مجمع لگا تھا۔ دائرے کی صورت چند افراد وہاں کھڑے تھے ۔ تالیہ نے بے چینی سے ایک ایک کا چہرہ دیکھا۔

ایک دولت تھا۔ اس کے ساتھ موجود دو افراد کو وہ نہیں پہچانتی تھی۔ وہ ایک اسٹریچر کے گرد کھڑے تھے۔ اسٹریچر پہ رکھی باڈی پہ سفید کپڑا ڈلا تھا۔ تالیہ نے لبوں پہ سختی سے ہاتھ جما لیا۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

''یہ سب کیسے ہوا؟'' اسے اشعر کی آواز سنائی دی۔ گردن مزید جھکائی تو وہاں سر جھکائے کھڑا ہکا بکا سا اشعر دکھائی دیا۔

دولت نے سر جھکائے باڈی کے چہرے سے کپڑا سرکایا۔

''زہر دینے کا کیس لگتا ہے۔'' دولت نے اپنے سامنے کسی کو مخاطب کیا۔ تالیہ مخاطب کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی اس لئے مزید آگے سرکی۔ اور تب اسے وہ نظر آیا۔

وان فاتح..... جو دولت کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ کسی تھکے ہارے انسان کی طرح زرد پڑا تھا اور وہ جیسے بہت ہمت سے وہاں کھڑا تھا۔

''زہر؟'' فاتح نے بھنویں بھینچے ضبط سے دہرایا۔ اسی اثناء میں دولت نے نعش کے چہرے سے کپڑا الٹ دیا۔

''ان کے چہرے سے یہی لگتا ہے کہ مسز عصرہ کو کسی نے زہر دے کر مارا ہے۔''

تالیہ کا لبوں پہ جما ہاتھ بے یقینی سے نیچے جا گرا۔ وہ بالکل سن رہ گئی تھی۔

نیلا ہٹ مائل سفید چہرے اور بند آنکھوں والی عصرہ کی نعش اسٹریچر پہ بے سدھ پڑی تھی۔

''کاکا کے ساتھ کون کر سکتا ہے یہ؟'' اشعر کا سر دونوں ہاتھوں میں گرا تھا۔

''ایک ہی نام ذہن میں آتا ہے۔'' دولت نے حتمی لہجے میں کہا تھا۔ ''ملازم کا کہنا ہے کہ مسز عصرہ نے صبح ایک چاکلیٹ کیک کھایا تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ کس نے بھیجا تھا؟''

اشعر نے چونک کے سر اٹھایا ''کیک؟ وہ تو شاید تالیہ بھیجتی تھی۔''

''بالکل۔ اور مسز عصرہ کو شک تھا کہ وہ وان فاتح کو مارنا چاہتی ہے۔ مگر وہ غلط تھیں۔ تالیہ کا پلان وہ نہیں تھا جو میں سمجھا تھا۔''

وہ غلط تھی۔

عصرہ کا پلان وہ نہیں تھا جو وہ سمجھی تھی۔

''میرا خیال ہے کیک زہریلے تھے'' دولت انکشاف کر رہا تھا۔

(وہ غلط تھا۔ کیک زہریلے نہیں تھے۔ زہر کیکس کے اندر نہیں تھا۔)

''مگر وہ کیک تو میں نے بھی کھائے تھے۔ مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔'' فاتح کی درشت آواز سنائی دی تھی۔

''ہمیں آپ کے بھی چیک اپ کروانے پڑیں گے۔ ہو سکتا ہے آپ کو ابھی تک زہر نے اس طرح سے متاثر نہ کیا ہو مگر مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کے خون سے بھی ضرور ملے گا۔''

ہاں... زہر اس کے خون سے بھی ملے گا مگر بہت تھوڑا.... کیونکہ عصرہ کو ان فاتح کی جان نہیں لینی تھی۔

اس ایک لمحے میں تالیہ مراد کو پلان سمجھ میں آ گیا تھا۔

کیک زہریلے نہیں تھے۔ وہ زہر روزمرہ کی چیزوں میں ہلکا سا فاتح کو اور زیادہ سا خود کو دے رہی تھی۔ صرف آخری کیک شدید زہریلا تھا جو وہ فاتح کے گھر آنے سے پہلے کھا چکی تھی۔ اس کے بچوں نے کبھی کیک نہیں چکھے تھے اس لیے ان کے خون سے زہر نہیں ملے گا۔ وہ اپنے بچوں کو کیک نہیں چکھنے دیتی تھی۔ اس لیے نہیں کہ کیکس میں زہر تھا۔ وہ زہریلی چیزیں سامنے کبھی نہیں رکھے گی۔ بلکہ اس لیے کہ جب بچوں کے خون سے آرسینک کے اثرات نہ ملیں تو اس کی وجہ سب کو یہی لگے کہ بچوں نے کیک نہیں کھائے تھے۔

عصرہ محمود کو وہ جان لینا تھی جو اس کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

عصرہ محمود کی اپنی جان۔

دولت اب سپاٹ بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔ ''مسز عصرہ نے آخری گفتگو میں تالیہ مراد پہ شک کا اظہار کیا تھا۔ ان کا یہ بیان قانوناً ثبوت کے طور پہ استعمال کیا جائے گا۔ میں تالیہ مراد کے اریسٹ وارنٹ نکلوا رہا ہوں مگر مجھے امید ہے کہ وہ ہمیں اپنے گھر نہیں ملے گی۔ آج سے وہ ایک fugitive ہے۔''

وہ اپنی ٹیم کو ہدایت دے رہا تھا اور وہ سن سی اوپر کھڑی تھی۔

اور تبھی فاتح کی نظر اوپر اٹھی۔ وہ اس کا گھر تھا۔ کسی کی موجودگی کا احساس اسے سب سے پہلے ہوا تھا۔ اس نے گردن ہلائے بغیر اوپر دیکھا جہاں وہ کسی سائے کی طرح کھڑی تھی۔

ایک لمحے کو ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

تالیہ نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اپنی بے گناہی کی گواہی اور کس طرح دے؟

اور فاتح..... اس نے ایک نظر نعش کو دیکھتے دولت کو دیکھا اور دوسری اوپر تالیہ پہ ڈالی۔ پھر آنکھوں سے ایک مخفی سا اشارہ کیا۔

جیسے کہہ رہا ہو۔ ''بھاگ جاؤ' تالیہ۔ بھاگ جاؤ۔''

اس کے قدم پیچھے کو اٹھنے لگے۔

لباس سے بارش کے قطرے فرش پہ گرے۔

گیلے سیاہ ربڑ کے جوتوں سے چیں چیں کی آواز آنے لگی۔

تالیہ نے گردن جھکا کے اپنے جوتوں کو دیکھا۔ ٹخنے پہ لگے کمان صورت زخم پہ کھرنڈ بن چکا تھا۔

چیں چیں کی آواز پہ چونک کے دولت نے سر اٹھایا اور اوپر دیکھا۔

''اوپر کون ہے؟'' ایک ساتھ سب کی گردنیں اونچی ہوئیں۔

وہ کونا اب خالی تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔

''دولت... مجھے عصرہ سے ہونے والی آخری گفتگو کے بارے میں بتاؤ'' وان فاتح نے اسے تلخی سے مخاطب کیا تو دولت کا دھیان اوپر سے ہٹا۔ وہ اب فاتح کو دیکھتے ہوئے سارا قصہ دہرانے لگا تھا۔

''دوپہر میں مجھے عصرہ کی کال آئی تھی۔ انہوں نے مجھے بلایا تھا۔ اور جب میں آیا تو..''

باہر اندھیر رات میں سیاہ بلی کسی چھلاوے کی طرح ایک چھت سے دوسری چھت پھلانگ رہی تھی۔

اس کے آگے صرف تاریکی تھی اور نیچے گہری کھائی۔

☆☆=========☆☆

(باقی آئندہ ماہ انشاءاللہ)

حالم بہت جلد کتابی شکل میں دستیاب ہوگا۔ رائٹر اور پبلشر کی مشترکہ خواہش پر حالم کی تمام اقساط انٹرنیٹ سے ہٹا دی جائیں گی۔ کتاب گھر پر حالم کی یہ آخری قسط پیش کی جا رہی ہے۔